COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوشبو کا سفر

''میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اب ایک لفظ بھی کہا تو وہ تمہاری زندگی کا آخری لفظ ہوگا۔''اس سے اچھی طرح واقف ہونے کے باوجود وہ اس کی دھمکی اور اشتعال کو خاطر میں نہ لایا تھا۔

''تم لوگوں میں یہی بیماری ہے۔سچائی سنتے ہی آگ لگ جاتی ہے تمہیں۔ بہرحال یہ سب میں نے نہیں ایک مسلمان نے کیا جسے ہمارے عظیم برطانیہ نے تحفظ فراہم کر دیا ہے کیوں کہ تمہارے علماء نے اسے واجب القتل قرار دے دیا ہے۔پتا نہیں کیوں تم لوگ اتنے تنگ نظر ہو۔اپنے خلاف بولنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والے کا سر کچل ڈالتے ہو۔" اس نے لبوں کو بھینچ کر اس "اذیت ناک سچ" کو برداشت کیا تھا کہ اس کے نبیصلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کوئی اور نہیں ایک مسلمان تھا۔"تم جانتے ہوان کے دین کے بارے میں...؟" وہ لاتعلق سے کھڑے تیسرے شخص سے مخاطب ہوا تھا۔

"بس کرو یار! ہمیں حق نہیں ہے کسی بھی مذہب کی اس طرح توہین کرنے کا..." وہ خود اس سارے معاملے کو اچھا محسوس نہیں کر رہا تھا مگر خاموش تھا۔

"سوائے مذہب اسلام کے کیوں کہ ان کے متعلق ہمیں ہر حق ہے۔" اس کی مسکراہٹ کہہ رہی تھی کہ وہ کس قدر عداوت دل میں رکھتا تھا، کتنی نفرت ہے اسے مذہب اسلام سے۔

"ان کا دین..." اس نے کچھ اور کہنا چاہا تھا۔وہ اس کی طرف گھوما اور پھر تیزی سے پیچھے ہٹا تھا مگر اس کے باوجود وہ اس کی ہتھیلی کے وار سے خود کو بچا نہ سکا۔پیٹ پر پڑنے والے اس ہاتھ نے اس کا یقینا اندرونی حصہ ہلا کر

رکھ دیا ہوگا۔وہ پیٹ کے بل دہرا ہوا تھا۔وہ کوئی عام ہاتھ نہیں تھا۔مارشل آرٹ کے چیف نے اس کے لیے کہا تھا کہ دس افراد مل کر بھی اس ایک کو قابو نہیں کر سکتے۔

"میرے دین اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کے اب تم قابل رہو گے ہی نہیں۔" اگلے ہی پل اس کے سینے پر ایک لات مارتے ہوئے اس نے اسے پشت کے بل زمین چاٹنے پر مجبور کیا اور اس کی چیخ سے اردگرد کا حصہ گونج گیا۔اس نے اپنے پاؤں سے اس کی گردن کو مسل ڈالا تھا۔

"پلیز چھوڑو اسے، یہ مرجائے گا۔" وہ تیزی سے آگے بڑھا تھا۔

"جینے کا کوئی حق بھی نہیں ہے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو..." اس نے اسے پیچھے دھکیلا تھا۔اسے پتا تھا اگر یہ شخص مر گیا تو کیا ہوگا۔ایک امریکی کو ذاتی دشمنی کے باعث قتل کرنا اتنا بڑا جرم نہ تھا لیکن وجہ اگر "اسلام" ہو تو اس جرم کی سزا صرف سزائے موت تھی۔اسے پتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا اس شخص کے قتل کے بعد امریکا جیسا نام و نہاد منصف اسے کسی بھی مسلمان ملک سے وابستہ کر کے اس پر چڑھائی کر دے گا۔ عراق و افغانستان پر اس نے یہی تو کیا تھا۔ ممکن تھا اسے بھی کسی دہشت گرد تنظیم سے وابستہ کر دیا جاتا لیکن اسے یہ بھی پتا تھا کہ مسلمان گستاخیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں کتنے حساس ہیں اور یہ شخص کھل کر دین اسلام سے اپنے تعصب کا اظہار کر رہا تھا۔

"اوہ نو!" تیسرے آدمی نے آگے بڑھ ہر پوری طاقت سے اسے دھکیلا تھا اور اسے زمین بوس ہونا پڑا۔ چرچ سے نکلنے والے دوڑتے ہوئے ان تک آئے تھے اور تحیر سے ان سب کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ سب نے دیکھا تھا زمین پر پڑے نیم مردہ شخص کو مارنے والے ہاتھ اس کے نہیں ہیں۔

...☆☆☆

"سٹارک! رزلٹ معلوم کر لیا؟" بار میں بیٹھے ہوئے ایش نے یکلخت پوچھا تھا۔

"معلوم کرنے کی کیا ضرورت ہے، مجھے پتا ہے میری دوسری پوزیشن ہے۔" اس نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

"وہ تو ہمیشہ سے ہوتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ہم رزلٹ معلوم کرنے کے لیے کالج ہی نہ جائیں۔" ایش نے بھی اپنا گلاس اٹھا لیا تھا۔

"میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ جب میں اتنی محنت کرتا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کہ میرا دماغ کمپیوٹر سے بھی زیادہ تیز ہے تو آخر کیا وجہ ہے کہ میں سیکنڈ آتا ہوں؟"

"کیونکہ فرسٹ آنے کے لیے میں ہوں نا!" کیرن نے فرضی کالر جھاڑے اور اپنا گلاس اٹھا لیا۔ ایش کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی لیکن اس کے فخریہ لہجے نے سٹارک کے گویا آگ لگا دی تھی۔

"ٹھیک کہا تم... نے جب تک تم میری زندگی سے دفع نہیں ہو جاتی ہو ناممکن ہے کہ میں پہلی پوزیشن لے سکوں۔" ایش نے چونک کر سٹارک کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غصے کو دیکھا تھا جبکہ اس نے مزے سے مسکراتے ہوئے گھونٹ لینے شروع کردیے تھے۔

”فکر مت کرو اسٹارک! تمہاری روح تمہارے بدن سے جا سکتی ہے مگر میں تمہاری زندگی سے نہیں۔“ کیرن کے اطمینان میں کوئی فرق نہ آیا۔

”تم دونوں اس قدر لڑنے کے باوجود ساتھ کیوں رہتے ہو؟“ ایش اس بات پر ہمیشہ حیران ہوتی تھی۔

”مس ایش! ہم لڑتے نہیں ہیں۔“

”کیا مطلب...؟ تمہاری لڑائی نہیں ہوتی تو یہ ابھی کیا ہو رہا تھا؟“ کیرن کی بات پر ایش پریشان ہی ہوگئی تھی۔

”سٹارک غصہ کر رہا تھا اور میں دوستوں کے غصے کو خاطر میں نہیں لاتی۔“ وہ مسکرائی۔

”یعنی اسٹارک ناراض ہو جائے تو تم اسے مناتی ہو؟“ وہ چونکی۔سٹارک کو اس کی بات پر ایسا زبردست پھندا لگا کہ آنکھوں میں پانی آگیا۔

”معاف کیجیے گا مس! تم نے کب دیکھا مجھے مناتے ہوئے... آخر کو دو سال سے تم ہمارے ساتھ ہو؟“ اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

”یہی تو... میں نے ہمیشہ سٹارک کو منتیں کرتے دیکھا ہے اور تم کہہ رہی ہو تم غصہ کو خاطر میں نہیں لاتی ہو؟“ اسے ابھی بھی اس بابت جان لینے کا تجسس ہوا تھا۔

”بھئی کیا کریں۔سٹارک کو غصہ بہت آتا ہے اور اگر یہ مجھ سے سوری نہ کرے تو ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے۔اسی لیے میرے ساتھ رہنا اس کی مجبوری ہے۔“ اس کی وضاحت پر سٹارک پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔

”مجھے سمجھاؤ نا پلیز! کیا نقصان ہوتا ہے سٹارک کا تمہیں ناراض کرنے سے...؟“ وہ منتی انداز میں بولی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

''بھئی بات یہ ہے مس ایش کہ سٹارک پر رات گیارہ بجے کے بعد باہر نکلنے پر پابندی ہے۔سٹارک کے بہن بھائی خاصے شریف ہیں جبکہ ان صاحب کو نائٹ کلب جانا ہوتا ہے اور اس کے لیے انہیں میری خدمات درکار ہوتی ہیں۔اب مجھے ناراض کرنے کا مطلب ہے کلب آنے سے محروم ہونا۔'' اس نے وضاحت کی تو ایش کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''سٹارک! تم لوگ امریکا میں رہتے ہو نا!''

''کیوں...! کیا یہ برازیل ہے؟'' وہ جل کر بولا تھا۔

''میرا مطلب ہے امریکا میں، میں نے کبھی یہ نہیں سنا کہ کوئی کسی کا پابند ہو پھر اس طرح کی فضول پابندی تمہارے گھر میں کیوں ہے؟ ایسا تو میرے گھر میں بھی نہیں ہوتا۔''

''اصل میں میرے نانا فارن سروس میں تھے۔میری ماں کی آدھی سے زیادہ عمر ہندوستان میں گزری ہے۔انہیں وہاں کے ماحول اور روایات بہت پسند ہیں پورے امریکا میں تو نہیں لیکن ہمارے گھر میں انہوں نے اسے ضرور لاگو کر

رکھا ہے۔میری بہن کے کپڑے ماما بہت دیکھ بھال کر بناتی ہیں۔جسم کی بے جا نمائش میری ماں کو پسند نہیں ہے۔وہ بہت مذہبی ہیں۔میرا بھائی تئیس سال کا ہے مگر اس کی کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔یہ میری ماں کی بہترین پرورش کا نتیجہ ہے اور مجھے اپنے گھر کا ماحول بہت پسند ہے۔''سٹارک نے کہا تو ایش حیرانی سے اس کا منہ دیکھ رہی تھی۔اسے یقین نہیں تھا کہ سٹارک کی فیملی اس طرح کی ہے۔

''اور ہاں' یہ اسٹارک جو تمہارے سامنے بیٹھا ہے نا! یہاں آنے کے بارے میں اس کی ماں کو پتا چل جائے تو اس کا گلا دبا دیں گی۔'' اس کی بات پر سٹارک نے اسے گھورا تھا۔

''واقعی سٹارک؟'' وہ اچھل پڑی تھی۔''پھر گرل فرینڈ بھی انہیں ناپسند ہو گی تمہاری؟'' اس کی بات پر وہ دونوں چونکے۔

''میری گرل فرینڈ؟'' اس نے حیرت سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ابھی میں نے تمہیں بتایا ایش کہ میرے ستیئس سالہ بھائی کی گرل فرینڈ نہیں ہے تو پھر مجھ انیس سال کے لڑکے کی گرل فرینڈ...؟"

"میں تو کیرن کی بات کر رہی ہوں۔" ایش کے جملے نے اس کی پیشانی پر ان گنت بل ڈالے تھے۔"کیا یہ تمہاری گرل فرینڈ نہیں ہے؟" سٹارک کے غصے سے وہ خائف ہوئی تھی۔

"یہ میری فرینڈ بھی نہیں ہے۔صرف میرے گھر کے برابر میں بچپن سے رہتی ہے۔میرے ساتھ اسکول و کالج میں پڑھتی رہی ہے اور میری جیت کے بیچ میں رکاوٹ ہے۔میں ایک سپر مائنڈ لڑکا ہوں۔اگر دوسری پوزیشن لیتا ہوں تو اس کی وجہ ہے یہ لڑکی۔"

"تمہیں اپنے دماغ پر کتنا فخر ہے سٹارک! حالانکہ تم سے زیادہ سپر مائنڈ تو میں ہوں جبھی تو فرسٹ پوزیشن لیتی ہوں۔"

"تم سپر مائنڈ نہیں ہو۔تمہاری صرف قسمت اچھی ہے۔" سٹارک کی بات پر اس نے اپنے کالر کھڑے کیے تھے۔

"آؤ سٹارک! رقص کرتے ہیں۔" ان کے جھگڑے کے بڑھنے کے ڈر سے ایش نے یکدم اسے پیش کش کی اور انہیں یہیں بار میں ملی تھی۔وہ ان دونوں کی کالج فیلو تھی۔

"چلو!" وہ یہاں یقینا اپنا موڈ خراب کرنے نہیں آیا تھا اسی لیے رقص کے لیے اٹھ گیا۔آج وہ پہلی بار کسی لڑکی کے ساتھ رقص کررہا تھامگر اسے ایش کا بے باکانہ رویہ کچھ عجیب محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا میں بھی مام کی طرح ہو گیا ہوں؟" اس نے جھلّاتے ہوئے سوچا۔وہ جس کے ساتھ ہمیشہ آتا تھا۔وہ دونوں ہی فاصلے سے رقص کیا کرتے تھے۔

"چلو کیرن!" وہ یکلخت اس کی طرف پلٹا جو چند قدم کے فاصلے پر رقص میں مصروف تھی۔

"ابھی تو صرف ساڑھے بارہ ہی بجے ہیں۔" اس نے وقت دیکھا۔وہ دونوں ہر ہفتہ کی رات کسی نہ کسی "بار" آجاتے تھے اور ساڑھے بارہ ایک بجے تک واپسی ہوتی تھی۔چونکہ سٹارک پر پابندی تھی اس لیے وہ کھڑکی کے راستے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے گھر میں داخل ہوتا لیکن کیرن پر کوئی پابندی نہ تھی۔اس لیے وہ اطمینان سے دروازے کے راستے ایک ڈیڑھ بجے گھر میں موجود ہوتے تھے اور صبح اتوار کو دیر تک سوتے تھے۔

"بس چلوگھر!" وہ ڈانسنگ فلور سے اترگیا تھا۔

"ایش! تم نہیں جاؤ گی گھر..." اس نے ایش کو دیکھا جو حیرت سے سٹارک کو دیکھ رہی تھی۔

"میں تو ساری رات یہیں گزاروں گی صبح..."

"اوکے، بائے۔" اس نے ایش کی بات کاٹی اور ڈانسنگ فلور سے اتر گئی۔

"کیا ہوا ایش کے ساتھ رقص کرنا اچھا نہیں لگ رہا تھا کیا؟" کیرن نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نہیں۔" اس نے کھڑکی سے باہر دیکھنا شروع کیا۔فضا میں پھیلی دُھند اندھیرے میں بھی محسوس ہو رہی تھی۔

"تم پر بھی اپنے دونوں بہن بھائیوں کی طرح اپنی مام کا اثر ہو گیا ہے۔"

اس کا اور اس کی مام کا کافی اختلاف تھا۔اسے اپنے گھر کی سب پابندیوں میں سب سے بری جلدی گھر آنے والی پابندی لگتی تھی۔

"تمہارا مطلب ہے میں بھی مذہبی ہو گیا ہوں؟ اوہ شٹ اپ یار! میں ابھی بہت انجوائے کرکے آرہاہوں، میرا موڈ آف مت کرو۔" اس نے منہ بنا کر کہا تھا۔وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

"پھر تم نے ایش کے ساتھ رقص کیوں نہیں کیا...؟"

"اگراس کا یہی مطلب ہے کہ میں مذہبی ہو گیا ہوں تو تم مجھ سے زیادہ مذہبی ہو۔پچھلے ہفتے تمہیں ڈیوڈ نے پیش کش کی تھی رقص کرنے کی۔تم نے انکار کردیا'میں نے چند لمحے سہی لیکن ایش کے ساتھ رقص تو کیا نا!"

"میں نے ڈیوڈ کے ساتھ رقص کرنے سے کب منع کیا تھا؟ میں نے تو کہا تھا کہ وہ میرے ساتھ جوا کھیلے، اگر اس نے مجھے ہرا دیا تو میں ضرور اس کے ساتھ رقص کروں گی لیکن اس نے مجھے نہیں ہرایا تھا تو پھر میں اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ کیسے رقص کرلیتی۔کیسے اسے اپنا پارٹنر بنالیتی؟ میرا پارٹنر بننے والے شخص کو مجھ سے ایک قدم آگے ہونا چاہیے جو مجھے ہرا سکے۔میرا دماغ اس کی برتری تسلیم کرے گا تبھی تو میرا دل اسے پارٹنر قبول کرے گا۔“

”یعنی تم کسی ایک ہی شخص کے ساتھ جُڑی رہنا چاہتی ہو؟“

”ہاں، لیکن اس میں مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔“ اس نے فوراً کہا۔

”تو سمجھو کہ میں بھی کسی ایک سے جُڑا رہنا چاہتا ہوں اور اس میں مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔“ اس نے بھی جلدی سے کہا تو وہ مسکرا دی۔

...☆☆☆...

”صبح ہی صبح تمہاری شکل دیکھ لوں تو وہ میرے لیے منحوس دن ہوتا ہے۔“ کیرن بری طرح جھلائی تھی۔

”تمہاری شکل دیکھنا میرے لیے بھی منحوس ہی ہے مگر آج تم میرے گھر آئی تھیں، میں تمہارے گھر نہ گیا تھا۔اس لیے تم مجھے کچھ نہیں کہہ سکتیں۔“ وہ اپنی بائیک پر جھکا ہوا تھا۔

”بس ہر وقت لڑتے رہنا، اب کچھ انتظام تو کرو چلنے کا۔یہیں کھڑے رہو گے کیا...؟“ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔وہ گھر سے ابھی دس منٹ کے فاصلے پر تھے۔کل سے اس کی کار ورکشاپ پر گئی ہوئی تھی۔صبح کالج وہ سٹارک کی بائیک پر ہی گئی، واپسی پر اس کی بائیک خراب ہوگئی۔

”تم کم کھایا کرو، اتنی موٹی ہو رہی ہو۔ٹائر بھی تمہارا وزن برداشت نہیں کر سکا۔“

”اپنے باپ کا پیسہ کھاتی ہوں۔تمہیں کیا تکلیف ہے؟“

”باپ کے پیسے کا مطلب...! اوہ... اوہ نو۔“ کہتے ہوئے وہ جونہی سیدھا ہوا آگے کے لفظ بھول گیا۔اس کے چہرے پر شدید پریشانی آگئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا...! کیا ہوا؟" اس نے اسے دیکھا اور پھر چونک کر پلٹی، جس طرف وہ دیکھ رہا تھا وہ منظر دیکھ کر اس کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔

"چھپنے کے لیے تو یہاں کوئی درخت تک نہیں ہے۔" سٹارک رونے والا ہو رہا تھا اور وہ بمشکل ہنسی روک پائی تھی کیوں کہ وہ قریب آ چکے تھے۔

"کیا ہوا؟ خیریت تو ہے نا بیٹا!" انہوں نے گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے تو خیریت ہی تھی لیکن اب...!" وہ آہستہ سے بڑبڑایا تھا۔

"ہیلو فادر! کیسے ہیں آپ، سناتھاآپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟" اس نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"اب تو ٹھیک ہوں۔"

"حیرت ہے، حالانکہ سٹارک نے تو بہت دعائیں کی تھیں۔" اس کی بات پر انہوں نے سٹارک کو دیکھا۔

"کمینی!" وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا تھا۔

"فادر! اس کا مطلب ہے کہ میں نے چرچ جا کر آپ کی صحت کے لیے بہت دعائیں کی تھیں۔"

"بہت خوب! تم میری صحت کی دعاؤں کے لیے چرچ گئے حالانکہ تم کبھی اتوار کو بھی چرچ نہیں آتے ہو۔" انہوں نے اسے غور سے دیکھا۔وہ شرمندہ ہو گیا۔"ویسے یہاں کیوں کھڑے ہو؟"

"فادر! بائیک خراب ہو گئی ہے۔" دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

"آؤ، میں چھوڑ دوں۔" انہوں نے دوسری طرف کا دروازہ کھولا۔

"نہیں ہم چلے جائیں گے۔" وہ بدکا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ فادر کے ساتھ رہنے سے وہ مذہبی ہو جائے گا اور وہ مذہبی وہ ہونا نہیں چاہتاتھا۔

"اوہ، شکریہ فادر! آپ بہت اچھے ہیں۔" وہ فوراً اگلی نشست پر بیٹھ گئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم بھی آجاؤ، اب کیا یہاں سے پیدل گھر جاؤ گے؟" فادر کی بات پر وہ مرے مرے قدموں سے پیچھے کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

"پیپر ہو گئے تم لوگوں کے...؟"

"جی فادر! رزلٹ بھی آ گیا۔"

"تمہاری کیا پوزیشن آئی؟" انہوں نے سٹارک پر ایک نظر ڈالی تھی۔

"دوسری!" اس کی آواز نیم مردہ تھی۔انہوں نے اسے دیکھا جو یقینا فرسٹ پوزیشن لائی تھی۔

"سٹارک! تم چرچ کیوں نہیں آتے؟ تمہاری مام نے تمہاری شکایت کی ہے، وہ تمہارے لیے مجھ سے دعا کرواتی ہے، تم کیوں اپنی ماں کو تنگ کرتے ہو؟"

"پتا ہے فادر! سوائے میری مام کے امریکا میں کوئی ہی ایسی ماں ہو گی جسے اپنے بچوں کی اتنی فکر ہو، دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں

نے ہمیں قید کر کے رکھا ہوا ہے۔" وہ بھڑک سا گیا تھا۔فادر نے ایک افسوس بھری نظر اس پر ڈالی تھی۔

"تمہیں پتا ہے تم کون ہو؟"

"جانتا ہوں، میں عیسائی ہوں۔"

"عیسیٰ مسیح کو ماننے والے۔جانتے ہوں انہوں نے کیا کہا تھا کہ میں اپنی ماں کے ساتھ بھلائی کرنے والا ہوں۔" وہ ان کی بات پر چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔"یقینا وہ ماں کے ساتھ بھلائی کرنے والوں کو پسند بھی کرتے ہیں۔" اس کے کچھ کہنے کے لیے انہوں نے کچھ چھوڑا ہی نہ تھا وہ اپنے "نجات دہندہ" سے اتنی ہی محبت کرتا تھا کہ جب ان کا ذکر آ جائے تو وہ کچھ نہ بولے۔ان کا گھر آ گیا تو دونوں اتر گئے۔

"آئیں فادر! اندر مام آپ سے مل کر خوش ہو ں گی۔" سٹارک نے آداب میزبانی نبھائے۔

"پھر کبھی سہی۔" وہ آگے بڑھ گئے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے کیرن! کیا سوچ رہی ہو یہاں کھڑی کھڑی؟" سٹارک اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ گیا تھا۔وہ وہیں کھڑی تھی جہاں ان کی گاڑی سے اتری تھی۔

"سوچ رہی ہوں کہ اگر ہم دو ایک بار اور قادر کے ساتھ آنا جانا کریں گے تو یقیناً تم مذہبی ہو جاؤ گے۔"

"بکواس نہیں۔سمجھیں!" وہ حقیقتاً مذہبی ہونے سے چڑتا تھا۔وہ ہنستی ہوئی اپنے گھر کی طرف بڑھ گئی تھی۔آنے والے کچھ دنوں میں سٹارک کی بہن کی شادی ہو گئی اور وہ واشنگٹن چلی گئی تھی۔اس کا بھائی ایم بی اے کے لیے نیو ہیون چلا گیا اور اب سٹارک آزاد تھا۔پہلے تو کمرے سے غائب ہونے پر وہ اکثر باہر آکر خوفزدہ رہتا تھا کہ کہیں بھائی یا بہن کسی کام کے لیے اس کا دروازہ نہ بجا دیں۔اب اسے پتا تھا اکیلی مام ہیں جو جلدی سو جاتی ہیں اور اب اس کی واپسی کا وقت دو تین بجے تھا۔وہ اس زندگی سے بہت خوش تھا۔بہت خوشگوار زندگی تھی۔

...☆☆☆...

"سٹارک! واپس چلیں؟" وہ ہفتے کی رات تھی اور وہ دونوں حسب عادت کلب آئے ہوئے تھے۔آج وہ بھی اس کے ساتھ تھی بلکہ ہر ہفتہ وہ اس کے ساتھ آتی تھی۔البتہ روز وہ ایش کے ساتھ آتا تھا۔

"کیا مطلب...؟ ابھی تو صرف ایک ہی بجا ہے۔" وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"میری طبیعت خراب ہو رہی ہے۔" وہ کھڑی ہو گئی۔

"تم چلی جاؤ۔میں سٹارک کو ڈراپ کر دوں گی۔" ایش نے کہا تو وہ باہر آ گئی تھی اور باہر آتے ہی اس نے اپنا سیل آن کر لیا تھا۔تبھی اس کے پاپا کی کال آئی۔

"سٹارک کہاں ہے؟ میں کب سے کوشش کر رہا ہوں۔تم نے اپنا سیل کیوں بند کر رکھا تھا؟" وہ بہت غصے میں تھے۔

"خیریت تو ہے نا!" وہ کبھی اتنے غصے میں فون نہ کرتے تھے۔وہ پریشان ہوئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سٹارک کی مام کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔"

"اوہو' کون سے اسپتال میں ہیں وہ...؟" فوراً ہی کلب کی طرف پلٹتے ہوئے اس نے ان سے پوچھا تھا۔انہوں نے اسپتال کا نام بتایا تھا۔وہ تیزی سے سٹارک کی میز پر آئی تھی۔وہاں سٹارک کا موبائل پڑا تھا۔اس نے اٹھا کر دیکھا تو پتا چلا کہ کئی کالز اسٹارک کے گھر کے نمبر سے اس پر موجود تھیں اوریقینا شوروغل کی وجہ سے سٹارک تک موبائل کی گھنٹی نہیں پہنچ سکی ہوگی۔سٹارک اس وقت ایلش کے ساتھ رقص میں مصروف تھا۔

"سٹارک! تمہاری مام کو ہارٹ اٹیک ہوگیا ہے۔جلدی چلو!" اس نے اسے گھسیٹ کر نیچے اتارا تھا۔

"کیا!" وہ چونک گیا تھا۔پھر وہ دونوں دوڑتے قدموں سے کار تک آئے تھے جس وقت وہ لوگ وہاں پہنچے تھے' اس کی مام کی حالت بہت نازک تھی۔ان کی ملازمہ اور اس کے پاپا بھی تھے۔

"سٹارک! ہم نے تمہیں اتنی کالز کی ہیں۔اس قدر تمہارا دروازہ بجایا مگر تم کہاں چلے گئے تھے۔ڈاکٹر کہہ رہے ہیں اگر ہم انہیں پہلے لے آتے تو ان کی حالت اتنی خراب نہیں ہوتی۔" اس کی ملازمہ انہیں بتانے لگی تھی اور سٹارک جیسے کہیں کا نہ رہا تھا۔وہ گھٹنوں کے بل وہیں بیٹھتا چلا گیا۔رات بھر اسی پریشانی کے عالم میں گزر گئی۔ڈاکٹر کوئی جواب ہی نہ دے رہے تھے۔ اسے خود کس قدر تکلیف ہو رہی تھی۔اس کا اندازہ کسی کو نہ تھا۔

"ڈاکٹر پلیز! میری مام کیسی ہیں۔مجھے بتایا جائے؟" سورج طلوع ہوئے بہت دیر گزر چکی تھی مگر اس کی مام کے بارے میں کچھ نہ بتایا جا رہا تھا۔

"ان کی حالت بہتر نہیں ہے۔اس وقت ہم کوئی تسلی نہیں دے سکتے۔" ڈاکٹر کہہ کر آگے بڑھ گئے۔

"سٹارک! پلیز حوصلہ رکھو۔آنٹی کو کچھ نہیں ہوگا۔" وہ اس کے قریب آئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں ان کی اس حالت کا ذمہ دار ہوں۔اگر میں گھر پر ہوتا اور انہیں جلدی ہی یہاں لے آتا تو یقیناً یہ سب نہ ہوتا۔خداوند! میری مام کو بچا لیں۔" دونوں ہاتھ جوڑ کر کہتا وہ خود ہی چونک گیا۔"خداوند!" جیسے کوئی بجلی اس نام سے چمکی تھی۔اس کے اندر باہر سب روشن ہوا تھا۔وہ تیزی سے اٹھا اور بھاگتا ہوا باہر نکل آیا۔

"خداوند! پلیز میری مام کو کچھ نہ ہو۔" وہ الٹے قدموں اسپتال سے نکل کر بھاگا تھا۔اب وہ اندھا دھند بھاگ رہا تھا۔حالانکہ اسے علم تھا کہ اسپتال سے چرچ کا فاصلہ بہت طویل ہے مگر اسے خود اپنی ماں سے اپنی محبت کا اندازہ نہ تھا۔یہ ان سے محبت ہی تو تھی جو اسے یوں سڑک پر بھگا رہی تھی۔وہ مسلسل روتے ہوئے دعائیں کر رہا تھا۔چرچ کی سیڑھیوں پر بالآخر اس کی ہمت تمام ہو گئی تھی اور وہ گھٹنوں کے بل گرا تھا۔

"خداوند! پلیز میری مام ٹھیک ہو جائیں۔" وہ گرتا پڑتا چرچ کی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔وہ جو مام کی ڈانٹ ڈپٹ سے کبھی کبھی چرچ آیا کرتا تھا تو سب سے

آخری بینچ پر بیٹھا کرتا تھا۔وہ آنے والا آخری اور جانے والا پہلا شخص ہوتا تھا۔ آج وہ پہلی بینچ بھی پار کر چکا تھا۔اب وہ فادر کے منبر پر کھڑا یسوع کے بپتسمہ کے پاؤں پر اپنا سر مارتے ہوئے اپنی ماں کی زندگی طلب کر رہا تھا۔کچھ لوگ آگے بڑھے تھے اسے روکنے کے لیے لیکن فادر نے انہیں روک دیا۔

"آپ ماں کے ساتھ بھلائی کرنے والے تھے۔آپ مجھے کیسے قبول کریں گے۔ میں تو اپنی ماں کا قتل کر چکا ہوں۔پلیز یسوع! صرف ایک بار مجھے موقع دیں۔میری مام ٹھیک ہو جائیں۔میں ہر وہ کام کروں گا جس کا آپ نے ہمیں حکم کیا ہے۔بس مجھے اپنے آگے شرمندہ ہونے سے بچا لیں۔" اس کی پیشانی سے خون نکلا تھا۔فادر نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا تھا۔

"فادر! آپ نے کہا تھا نا ایک بار مجھ سے کہ میں اپنی خوشی سے چرچ آیا کروں ورنہ ایک روز مجھے اپنی مرضی سے آنا ہو گا۔آج میں اپنی خوشی سے نہیں اپنی مرضی سے آیا ہوں اور اب میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں آئندہ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنی خوشی سے آیا کروں گا۔بس آپ دعا کریں کہ میری مام ٹھیک ہو جائیں۔"
وہ ان کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر رو رہا تھا۔

"تم ان کی خوشی کا سامان کرو۔وہ تمہاری خوشی کا سامان کریں گے۔" فادر نے یسوع کے بپتسمہ کی طرف اشارہ کیا تھا، اسی لمحے اس کا موبائل بجنے لگا۔

"سٹارک! کہاں ہو؟ تمہاری مام کو ہوش آ گیا ہے۔"

"فادر... فادر! میری مام کو ہوش آ گیا ہے۔" وہ جیسے دوبارہ جی اٹھا تھا۔

"آؤ میں تمہیں اسپتال چھوڑ دوں۔"

"میں چلا جاؤں گا فادر!"

"میرا خیال ہے، اب تو تمہیں مجھے ایسا کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تم نے خود مذہبی ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔" انہوں نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا تھا۔وہ جھینپ گیا پھر فادر اسے اسپتال چھوڑ گئے تھے۔انہوں نے اس سے مام کے لیے دعا کا وعدہ بھی کیا تھا۔وہ آ کر مام سے لپٹ گیا۔

"یہ تمہارے سر پر کیا ہوا سٹارک!" وہ سب چونک گئے تو اس نے پوری تفصیل بتائی۔

"یار سٹارک! تم تو اپنی مام کی اس مشرقی محبت سے چڑتے تھے پھر خود بھی ویسی ہی مشرقی محبت کرنے لگے؟" کیرن نے اس کا مذاق اڑایا تھا۔وہ اسے گھور کے رہ گیا۔اس کی مام اس سے بے حد خوش تھیں۔وہ ان کی بہت خدمت کرتا تھا اور ساتھ ہی نئے سرے سے اپنے مذہب کو جاننے لگا تھا۔مام ٹھیک ہو کر گھر آ گئی تھیں، وہ اپنے وعدے کو نہیں بھولا تھا۔وہ باقاعدگی سے چرچ جاتا تھا اپنی خوشی کے ساتھ، جوں جوں وہ اپنے مذہب کو جان رہا تھا' اسے احساس ہو رہا تھا کہ اپنی زندگی کے بیس سال اس نے گمراہی میں بسر کیے ہیں۔

...☆☆☆...

"اسٹارک! تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے کہیں...؟" کیرن نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرا دماغ اب ٹھیک ہوا ہے۔" وہ دھیمے سے مسکرایا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ مذہب کے بغیر بھی زندگی آرام سے گزاری جا سکتی ہے؟" آج سر پیٹرک نہیں آئے تھے اور سٹارک نے کلاس میں مسیحی تبلیغ شروع کر دی۔کچھ اسٹوڈنٹ بیٹھے رہے اور کچھ اٹھ کر چلے گئے۔سٹارک اب اکثر و بیشتر یہی کرنے لگا تھا۔کبھی کینٹین میں، کبھی کالج پارک میں اور کبھی لائبریری میں... جہاں موقع ملتا وہ اپنی تبلیغ شروع کر دیتا تھا۔

"پہلے مجھے یہی لگتا تھا کہ مذہب کے بغیر زندگی آرام سے گزر سکتی ہے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔زندگی میں اگر مذہب نہیں تو کچھ بھی نہیں۔" کالج آف ہونے کے بعد وہ دونوں ایش کے گھر جا رہے تھے جو دو دن سے کالج نہیں آ رہی تھی۔

"ہم اس وقت ایش کے گھر جا رہے ہیں۔وہ دو دن سے کالج نہیں آئی اور تم اس لیے جا رہے ہو کیوں کہ اب یہ تمہارے لیے ایک مذہبی کام ہے۔" اس نے کار ایش کے گھر کے آگے روکی تھی۔

"بالکل!" اس نے بلا تامل جواب دیا تھا۔وہ دونوں اتر کر اندر آ گئے۔ایش کا ملازم چونکہ انہیں جانتا تھا اسی لیے اس نے انہیں نہ روکا۔وہ دونوں جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئے، ٹھٹک کر رکے۔ایش کے مام ڈیڈ جھگڑ رہے تھے اور وہ خود ایک صوفہ پر بیٹھی خاموش تماشائی بنی تھی۔ان پر نظر پڑی تو وہ چونک کر اٹھی تھی اور تیزی سے ان کے نزدیک آئی۔

"سوری ایش! ہمیں شاید تمہیں اطلاع کر کے آنا چاہیے تھا؟" سٹارک نے کہا تھا کیرن اس کے مام ڈیڈ کو لب بھینچے دیکھ رہی تھی۔اس کی مام حد سے زیادہ بدزبانی کا مظاہرہ کر رہی تھیں اور اس کے ڈیڈ نشے میں تھے۔

"تم کیا سمجھ رہے ہو سٹارک! اگر تم اطلاع کر کے آتے تو یہ منظر دیکھنے کو نہیں ملتا؟" وہ طنزیہ ہنسی ہنس دی تھی۔

"یہ دونوں تمہیں جب ملیں گے، ایسے ہی ملیں گے۔" وہ ان دونوں کو اپنے کمرا میں لے آئی تھی۔"بچپن سے لے کر آج تک میں نے انہیں لڑتے ہی دیکھا ہے۔تم لوگ سوچتے ہوں گے ایش کیسی بری لڑکی ہے، رات رات بھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھر سے باہر رہتی ہے۔میں چاہتی ہوں جب یہ دونوں گھر پر نہ ہوں، میں اس وقت آئوں کیوں کہ ایک ڈیڑھ بجے اگر میں آکر سوجائوں تو تین چار بجے یہ لوگ جنگلیوں کی طرح لڑتے ہوئے آجاتے ہیں۔" اس کے لہجے میں ماں باپ کے لیے شدید نفرت تھی۔سٹارک لب بھینچے اسے دیکھتارہا۔کتنی بے سکونی اور پریشانی تھی اس کے چہرے پر۔اس کے ماں باپ خود توتباہی کے راستے پر چل رہے تھے لیکن دلدل اس کے لیے بھی بنا چکے تھے۔

"تمہارے والدین ایک دوسرے کو طلاق کیوں نہیں دے دیتے؟" کیرن نے پوچھا تو ایش کے ساتھ سٹارک نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔باہر سے آوازیں آنی بند ہو گئی تھیں۔

"میرے مام ڈیڈ آپس میں کزنز بھی ہیں اور اپنی خاندانی جائیداد کے وہ اس وقت تک وارث ہیں جب تک ساتھ ہیں۔ایک دوسرے سے شدید نفرت کے باوجود دونوں میں ہی یہ حوصلہ نہیں کہ اتنی بڑی جائیداد سے ہاتھ دھو لیں۔بس اس مجبوری نے انہیں ساتھ رکھا ہوا ہے۔"

"اور تمہیں کس مجبوری نے ان کے ساتھ رکھا ہوا ہے؟ تم ہاسٹل وغیرہ میں کیوں نہیں رہ لیتی ہو؟"

"کیا مطلب!" وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"ایش! ہم ایک آزاد ملک کے آزاد شہری ہیں۔ہر ایک کو اپنی زندگی جینے کا حق ہے، وہ بھی اپنے طریقے سے... تو تم بھی اپنے طریقے سے زندگی جیو۔ بجائے یہاں رہ کر ان سے نفرت کرنے کے تم کسی ہاسٹل وغیرہ میں رہو۔ اپنی پڑھائی پر دھیان دو۔ہم دونوں بھی راتوں کو دیر تک گھر سے باہر رہتے ہیں لیکن تمہاری طرح خود کو برباد ہرگز نہیں کر رہے ہیں اور تم ان لوگوں کی وجہ سے خود کو برباد کررہی ہو جن کو تمہاری فکر نہیں ہے؟"

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔تمہارے مام ڈیڈ بچپن سے ایسے ہی ہیں تو تم کیوں اس گھر میں رہیں؟" سٹارک کو بھی اس بات پر حیرت ہوئی تھی۔

"دادی وجہ سے... ان کا تین سال پہلے انتقال ہوا ہے۔وہ مام کی پھپو تھیں، ان کی وجہ سے یہ دونوں اپنے لڑائی جھگڑے گھر سے باہر رکھتے تھے۔ان ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی وجہ سے مجھے اس گھر سے اتنی محبت ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان دونوں کے جھگڑوں کے باوجود میں گھر نہیں چھوڑ سکی۔“

”اف خدایا! تم میں بھی سٹارک کی ماں کی طرح کچھ مشرقی روایات ہیں؟“ کیرن نے برا سا منہ بنایا۔ایش مسکرا دی۔

”اچھا یہ بتاؤ دو دن سے کالج کیوں نہیں آ رہی تھیں؟“ سٹارک نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”کچھ طبیعت خراب تھی جبھی تو ان کا جھگڑا سن رہی تھی ورنہ ان دونوں کی موجودگی میں، میں فوراً گھر سے نکل جاتی ہوں۔“ وہ پھر سے افسردگی سے بولی تھی۔

”کسی ڈاکٹر کو دکھایا...؟“ سٹارک فکر مند ہوا تھا اور اس کی کلائی تھام کر اس کی نبض دیکھنے لگا۔

”بے وقوف انسان! تم رہنے دو۔وہ کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھا دے گی۔“ وہ کھڑی ہو گئی۔

”بیٹھو نا! ابھی تو میں نے کچھ منگوایا بھی نہیں ہے تم لوگوں کے لیے...“

”نہیں، میری کلاس کا وقت ہو رہا ہے۔میں ابھی آتی بھی نہیں۔یہ تو سٹارک ہی ہے، آج کل مذہبی ہو گیا ہے تو بہت سے نیک کام کرنے لگا ہے۔“ اس نے کہا تو ایش پھر مسکرا دی۔

”اب چلو، منہ کیا دیکھ رہے ہو؟“ اسے بیٹھا دیکھ کر وہ بولی تھی۔

”تم چلو میں ایش کے پاس ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔“ وہ چلی گئی تھی۔

”میں کچھ منگواتی ہوں۔“ ایش اٹھی تھی اور باہر نکل گئی۔کچھ دیر بعد آئی تو پیچھے ملازم کھانے کی ٹرالی لیے ہوئے تھا۔

”میں نے سوچا تمہیں بھوک لگ رہی ہو گی۔“

”یہ تو تم نے بالکل صحیح سوچا!“ وہ مسکرا دیا۔ابھی انہوں نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ باہر سے پھر لڑنے کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"افوہ! تم کس قدر بے سکون رہتی ہو ایش!" وہ بوکھلا کر بولا تھا۔

"مجھے کہیں سکون نہیں ملتا سٹارک! نا باہر نا اندر، یقین کرو جب میرا رزلٹ آتا ہے تو میں حیران ہو جاتی ہوں کہ میں پاس ہوگئی مگر کیسے...؟ میں سکون سے ایک لفظ تک نہیں پڑھ سکتی ہوں۔" وہ شدید افسردگی میں نچلا ہونٹ کچلنے لگی تھی۔وہ بغور اسے دیکھنے لگا۔

"تمہیں سکون ملتا نہیں ہے یا تم نے کبھی اسے تلاش نہیں کیا؟"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ یقین کرو مجھے جہاں سکون ملے میں وہیں رہوں۔یہ بار، ہوٹل اور کلب سے واپسی اسی لیے ہوتی ہے کہ مجھے وہاں بھی سکون نہیں ملتا۔"

"آؤ میں تمہیں ایسی جگہ لے کر چلتا ہوں جہاں ہر قدم پر تمہیں سکون ملے گا۔" اس نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھایا اور اسے لے کر باہر آگیا۔وہ جہاں اسے لایا تھا ہر اٹھتے بڑھتے قدم پر ایش کو سکون مل رہا تھا۔وہ اسے چرچ لے آیا تھا اور یہ ایش کے لیے ایک نئی دنیا تھی۔

...☆☆☆...

"سر آپ کو میں ایک اچھی خبر دوں؟" سر پیٹرک جونہی کلاس میں داخل ہوئے سٹارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوں، ضرور دو۔" ان کا مزاج بے حد دوستانہ تھا۔وہ ایک بہت بڑے اسکالر بھی تھے اور جب سے سٹارک مذہبی ہوا تھا، ان کا خاص چہیتا ہوگیا تھا۔

چی کرچی کر دیا تھا۔

"اگر آج مجھے اپنے مذہب کے بارے میں کچھ علم ہوتا تو سٹارک کی مجال نہ ہوتی یہ سب کہنے کی۔کیا ربّ میری اس لاعلمی کو معاف کر دے گا؟ اس نے میرے دین کی شان میں گستاخی کی اور میں نے سنا...! میں نے کیسے سن لیا؟ اس کا منہ کیوں نہ توڑ دیا۔" وہ سوچتے ہوئے یکلخت ٹھٹک کر رکی۔ایک آواز جیسے کہیں دور سے آئی تھی۔

"اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ درود پاک پڑھتے ہیں۔" وہ ساکت بیٹھی رہ گئی۔وہ تین چار سال کی تھی جب اس کی دادی امی نے اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے یہ بات کہی تھی، ساتھ ہی اسے ایک درود پاک یاد کروایا تھا لیکن اس وقت اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔اس کے ماما پاپا دونوں نوکری کرتے تھے۔اس کا زیادہ وقت اپنی دادی امی کے ساتھ گزرا تھا۔اسے پوری نماز انہوں نے سات سال کی عمر میں یاد کروا دی تھی۔وہ اکثر اس کی ذہانت پر حیران ہوتی تھیں۔

"یقین کرو حیدر! آج تک ایک بار بتا کر کبھی میں نے اسے دوسری بار نہیں بتایا۔یہ فوراً یاد کرلیتی ہے۔" وہ دس سال کی تھی جب دادی امی کی وفات ہو گئی تھی۔وہ اس ہدایت بھری گود سے محروم ہو گئی تھی۔اس وقت اس کا بیسواں سیپارہ تھا۔وہی اس کے لیے آخری بھی ثابت ہوا تھا کیونکہ اس کے ماما پاپا مذہبی نہیں تھے اور اس نے کلمہ نماز قرآن سب بھلا کر ایک جملہ سیکھ لیا۔

"میں مذہبی نہیں ہوں۔" اسے رونا آنے لگا تھا۔اگر وہ مرگئی تو کیا منہ لے کر جائے گی ربّ کے حضور...! اسے خوف محسوس ہو رہا تھا۔حتیٰ کہ وہ وہیں

بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی۔جب اسے دوبارہ ہوش آیا تو وہ چونک گئی۔وہ اسپتال میں تھی۔

"آپ برف باری میں بھیگنے کے باعث ایک گھر کے آگے بے ہوش ہو گئیں۔ وہ فیملی آپ کو یہاں لے کر آئی ہے۔وہ لوگ آپ کے والدین کو بھی جانتے تھے۔آج آپ کو تین دن بعد ہوش آیا ہے۔"

"تین... تین دن بعد...؟" نرس اس کا حیرت سے کھلا منہ دیکھنے کے لیے رکی نہیں تھی۔وہ باہر نکل گئی۔اگلے لمحہ پاپا ماما اندر آ گئے تھے۔

"بیٹا! یہ کیا تھا، آپ نے اپنی گاڑی کالج کے باہر ہی چھوڑ دی اورخود پیدل گھر تک آئیں؟" ماما بے حد پریشانی کے عالم میں اس کے قریب آئی تھیں۔
"اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو..."

"تو میں اپنے ربّ کو کیا منہ دکھاتی...؟" اس کا لہجہ ہر احساس سے عاری تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" ماما پاپا حیران ہوئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پاپا! مجھے یہاں کون لایا...؟" اچانک اسے وہ گھر یاد آیا جہاں وہ بے ہوش ہوئی تھی۔

"پیش امام صاحب!" ان کے جواب پر وہ چونک گئی۔"ابھی کچھ دن پہلے ہی آئے ہیں وہ۔اپنے گھر میں ہی چھوٹی سے مسجد بنالی۔اوپر رہائش ہے۔" پاپا نے تفصیل بتائی تھی۔

"ماما! آپ ان سے کہیں مجھے اسپتال سے چھٹی چاہیے۔"

"آپ کا یہاں رہنا بہتر ہے۔آج آپ تین دن بعد ہوش میں آئی ہیں اور..."

"پاپا! میں خوش قسمت ہوں جو مجھے ہوش آگیا ہے۔اگر بے ہوشی میں مرجاتی تو کیا ہوتا؟ پلیز پاپا! پہلے ہی اتنی دیر ہو گئی ہے۔اب مجھے مزید دیر نہیں کرنی ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ... کیا مطلب ہے؟" وہ دونوں اس کی وجہ سے کتنے پریشان تھے۔اسے شاید احساس بھی نہیں تھا۔

"مجھے میرے دین کے متعلق دادی نے بتایا تھا مگر میں بھول گئی۔اب مجھے پھر سے یہ تعلیمات حاصل کرنی ہیں۔" وہ انہیں نہیں کہہ رہی تھی۔اپنے آپ کو بتا رہی تھی مگر وہ چونک گئے۔اب ہر بات واضح ہو چکی تھی۔جس روز میڈیا پر اس کے کالج کی ایک لڑکی کی مذہب تبدیل کرنے کی خبر آئی تھی، وہ اسی دن بے ہوش ملی تھی۔

"اوہ! تو آپ نے اپنی دوست ایش کی اتنی شدید ٹینشن لے لی؟"

"ایش کو کیا ہوا؟" اس نے پاپا کو چونک کر دیکھا۔

"اسے کیا ہونا ہے، اس نے میڈیا پر اعلان کیا ہے کہ اس نے عیسائی مذہب قبول کرلیا ہے اور اسلام کے خلاف اس نے کافی باتیں بھی کی ہیں۔" ماما تلخ ہو گئی تھیں۔وہ بہت مذہبی نہ تھیں لیکن انہیں ایک مسلمان لڑکی کے اس عمل سے تنفر محسوس ہواتھا اور پھر اس کا اپنی بیٹی کے ساتھ ہونا انہیں ایک خدشہ میں مبتلا کر گیاتھا۔انسان مذہب کے لیے لڑتا ہے، مرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا۔یہ قول ان پر صادق آتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اور اس کے مام ڈیڈ...! انہوں نے کیا کہا؟" اسے اسٹارک کی بات یاد آئی جسے ایش کے والدین کی طرف سے خطرہ تھا۔

"امریکی حکومت نے ایش کے اس فعل کو سراہتے ہوئے اسے ایک خوب صورت گھر کے ساتھ ساتھ کافی بڑی رقم بھی دی ہے اور ان سب نے اس کے ماں باپ کی زبان بند کر دی ہے۔" پاپا نے بتایا اور اس کے لب بھینچ گئے۔

"پاپا! پلیز ان سے کہیں مجھے یہاں سے جا

"کیسی طبیعت ہے کیرن اب!" سٹارک سیدھا اس کی طرف آگیا۔وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"تم دونوں باتیں کرو۔میں ذرا تمہارے انکل کو دیکھ لوں۔" ماما کہہ کر باہر چلی گئی تھیں۔

"اے کیرن! یار کیا کرکے بیٹھ گئیں؟ اتنا پریشان ہوگئے تھے ہم لوگ۔" وہ بے حد اپنائیت سے اس سے کہہ رہا تھا، وہ بس اسے دیکھتی رہی۔

"یہود ونصاریٰ کو ہرگز اپنا دوست نہ بناؤ۔یہ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔" یہ اس کے قرآن پاک میں ربّ کا فرمان تھا۔

"میرا نام کرن ہے۔" اس نے دانت پر دانت جما کر کہا تھا۔

"مجھے پتا ہے کہ تمہارا نام کیرن ہے۔" وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔یقیناً اس وقت وہ اس کی دماغی حالت پر شبہ کررہا ہوگا۔

"تمہارے منہ سے میرے نام کا صحیح تلفظ ادا نہیں ہوتا۔اس طرح وہ عیسائی نام بن جاتا ہے۔تم میرے نام کو ٹھیک طرح سے پکارو۔کرن۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔نام تو وہی ہے نا!"

"تم خداوند کو خدا کیوں نہیں کہتے۔صرف اس لیے کہ مسلمان بھی خدا کہتے ہیں۔تم ہم جیسا کام نہیں کرنا چاہتے اور ہم تم جیسے کام کریں...! کیوں؟"

"تم اور مذہب کی باتیں کررہی ہو؟ حیرت ہے۔" اس کی حیرانی مزید بڑھی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہارے اندر کے گھٹیاپن نے میرے اندر مذہب کو جگادیا ہے۔"

"کیا حماقت ہے کیرن! کس طرح بات کررہی ہو تم میرے متعلق...؟" وہ حسب عادت بھڑکا تھا۔

"بکواس بند کرو۔ اگر دوبارہ مجھے کیرن کہا تو منہ توڑ دوں گی۔ کرن کہو کرن۔" وہ اس سے زیادہ زور سے چیخی تھی۔

"تم اور مجھ پر غصہ کررہی ہو کیرن!" اسے یقین نہ آیا تھا۔

"میں صرف اپنے دوست پر غصہ نہیں کرتی اور تم میرے دوست نہیں ہو۔ میرے دین کے خلاف ایک لفظ بھی بولنے والا میرا دوست ہو بھی نہیں سکتا۔"

"جانتی ہی کیا ہو تم اپنے مذہب کے بارے میں...؟ مارگریٹ کو دیکھ لو، سمجھ دار لڑکی ہے۔ اپنی مرضی سے اس نے عیسائیت کو قبول کیا ہے۔ اسے اس مذہب میں سچائی نظر آتی ہے جبھی تو اس نے قبول کر لیا ہے۔" وہ لب بھینچ

کر اسے دیکھنے لگا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اچانک اس لڑکی کو کیا ہو گیا۔

"نہیں جانتی ہوں اپنے مذہب کے بارے میں تو جان لوں گی لیکن تم ایک بات کان کھول کر سن لو۔ آج کے بعد میرے مذہب یا میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ کہنا چاہو تو سوچ سمجھ کر کہنا۔ سمجھے!" اس کے انداز میں تنبیہہ تھی۔ وہ اپنے اندر اٹھتے اشتعال پر قابو پاتا تیزی سے پلٹ گیا تھا۔ پاپا اس کی چھٹی کے بعد بل ادا کرکے آ گئے تھے۔ وہ اسپتال سے باہر نکل آئی تھی۔ صرف اسپتال سے نہیں، اپنی پچھلی زندگی سے بھی...! اب ایک نئی زندگی کی شروعات تھیں۔

"مذہب کے بغیر بھی زندگی گزاری جا سکتی ہے۔" وہ اکثر کہتی تھی لیکن اب سب کچھ بدل گیا تھا۔ "زندگی رہے نہ رہے لیکن ایمان ساتھ رہے۔" اسپتال سے گھر تک کا راستہ میں اس نے صرف یہی ایک بات سوچی تھی۔ وہ خوش قسمت تھی جبھی بنا کسی نقصان کے ایمان کی طرف لوٹ آئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”خدا مجھ پر مہربان ہے۔مجھے اپنی خوش قسمتی پر کوئی شک نہیں ہے۔“ ٹی وی پر ایش کا انٹرویو آرہا تھا۔اس نے اسے دیکھ کر ربّ کے حضور شکرانے کے نفل ادا کیے۔اسے نماز اور وضو کچھ بھی یاد نہ تھا۔اس نے یہ سب دادی امی کی کتابوں سے سیکھا تھا اور اسی نماز کی کتاب کو وہ پاپا کے پاس لے آئی تھی۔

”یہ دیکھیں پاپا قرآن پاک میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

”اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔“

میرا یہ فرض ہے پاپا کہ ناصرف خود ہی نماز پڑھوں بلکہ آپ سے بھی کہوں؟“ وہ بے حد سنجیدہ تھی۔

”یہ تمہارا نہیں، میرا فرض تھا بیٹے!“ انہوں نے افسردگی سے کہتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔وہ اس معاملے میں بھی خوش قسمت ٹھہرائی گئی تھی،

اسے اپنے ماں باپ سے اختلاف نہیں کرنا پڑا تھا۔ماما نے بھی نماز شروع کر دی تھی۔

...☆☆☆...

کیونکر نہ میرے دل میں ہو الفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
جنت میں لے کے جائے گی چاہت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

وہ چلتے چلتے ٹھٹک کر رکی تھی۔فجر کے بعد وہ یوں ہی چہل قدمی کرنے نکلی تھی۔وہ سڑک تک آگئی اور واپسی پر اس نے سڑک پار کرلی۔اب وہ چرچ کے سامنے تھی۔وہ پارک چرچ سے ملحق تھا لیکن عام پارک کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور اس کی بینچ پر دو ہم شکل لڑکے بیٹھے ہوئے تھے اور ان میں سے ایک آنکھیں بند کیے جذب سے نعت پڑھ رہا تھا۔وہ چند لمحے ساکت کھڑی اسے سنتی رہی۔اسی اثناء میں دوسرے لڑکے کی نظر اس پر پڑ گئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سعد! وہی..." دوسرے لڑکے نے اس کا کندھا ہلایا تھا۔اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"آپ کرن ہیں نا!" اس نے مسکرا کر پوچھا۔وہ چونک گئی۔

"تمہیں کیسے پتا؟"

"آپ ہمارے گھر کے باہر بے ہوش ہوگئی تھیں، ہم ہی آپ کو اسپتال لے کر گئے تھے۔"

"لیکن مجھے تو اس مسجد کے پیش امام صاحب..." وہ الجھی۔

"ہم ان کے بیٹے ہیں۔میرا نام سعد ہے اور یہ اسد۔" اس نے اس کی بات کاٹ دی۔

"آپ دونوں جڑواں میں؟"

"جی اور آپ کی طبیعت کیسی ہے اب؟"

"ٹھیک ہوں۔" وہ کئی دن سے کالج بھی نہ گئی تھی۔

"آپ نے اپنے پاپا سے کہلوایا تھا نا کہ پیش امام صاحب آپ کو قرآن پاک پڑھادیں؟" سعد نے تصدیق چاہی تھی۔اس نے سرہلادیا۔اس سے قرآن پاک باوجود کوشش کے نہیں پڑھا جارہا تھا لیکن پیش امام صاحب نے جواب دیا تھا کہ ان کے پاس فی الحال لڑکیوں کے مدرسے کا انتظام نہیں ہے۔وہ پوری کوشش کر رہے ہیں جوں ہی یہ مدرسہ قائم ہوا آپ کو اطلاع کردیں گے۔ پیش امام صاحب کا یہ جواب سن کر آج اس کا ارادہ اسلامک سینٹر جانے کا تھا۔

"آپ ہم سے قرآن پاک پڑھیں گی؟" اس پیش کش پر اس نے انہیں غور سے دیکھا۔وہ بمشکل پندرہ سال کے رہے ہوں گے۔یعنی اس سے پانچ سال چھوٹے۔

"کیا تم لوگ قرآن پڑھ چکے ہو؟"

"جی! بالکل ہم حافظ قرآن بھی ہیں اور عالم قرآن بھی۔"

"اتنی سی عمر میں...؟" وہ چلا اٹھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم سولہ سال کے ہیں۔بارہ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیاتھا اورچار سال سے عالم کا کورس کررہے ہیں۔یہ سال ہمارا پانچواں سال ہے۔" اس نے بتایا تھا۔

"تم لوگ مجھے قرآن پاک پڑھاؤ گے؟"

"لیکن ہماری ایک شرط ہے!" سعدنے کہا۔

"وہ کیا...؟"

"آپ صبح فجر کے بعد یہاں آ جایا کریں۔ہم یہیں آپ کو قرآن پاک پڑھائیں گے۔" سعد بولا تھا۔

"لیکن سامنے چرچ کی عمارت اور..."

"ظالم کے سامنے کلمۂ حق کہنا جہاد ہوتاہے۔یہ توکافر بھی ہیں۔یہاں تو دُگنا جہاد ہو جائے گا۔" سعد کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔

"سعد! بالکل بکواس نہیں چلے گی۔ہم اپنے گھر میں ہی پڑھنا پڑھانا کریں گے۔اپنی مسجد کو دیکھنا ثواب کا کام ہے۔" اسد نے فوراً اسے ڈپٹا تھا۔

"خاموش رہو اسد! سوچ سمجھ کر بولو۔یہ کوئی بکواس نہیں ہے۔اپنی مسجد کو دیکھنا ایک ثواب لیکن چرچ کو دیکھتے ہوئے توحید کی گواہی دینا دو ثواب ہیں۔"

"سعد! تم ان لوگوں سے پٹو گے۔پرسوں بھی وہ بوڑھی مدر تم پر کتنا غصّہ کررہی تھی۔" اسد کو اس کی فکر ہوئی تھی۔وہ دھیمے سے مسکرایا۔

"پھر آپی! طے ہواکہ آپ یہاں آئیں گی؟"

"یہ "آپی" کس خوشی میں طے ہوا؟" وہ مسکرا دی۔

"اصل میں آپ ہم سے بڑی ہیں۔اگر آپ کو برا لگا تو معذرت۔" وہ شرمندہ ہوا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"برا تو مجھے واقعی لگا کہ مجھ سے چھوٹے بچے میرے استاد ہیں۔میں کس قدر نا اہل ہوں۔" وہ افسردہ ہو گئی تھی۔

"آپی! پھر آپ کل سے گھر آ جائیں۔" اسد نے فوراً کہا تھا۔

"نہیں، ہم یہیں آئیں گے پڑھنے کے لیے..." سعد نے بھی فوراً کہا تھا۔

"اسد! وہ لوگ ہمیں جتنا نقصان دے رہے ہیں، ہم تو ایسا کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ایک دل کی خوشی ہے۔اسے تو پورا کرنے دو۔" اس نے اسد کی بات کاٹ دی۔

"دل کی خوشی...!" اسد چونکا۔اس نے بھی حیرت سے سعد کو دیکھا۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرنے سے دل کو خوشی ملتی ہے اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا جہاد ہے۔" وہ مسکرایا۔

"سعد تم بھی نا کسی کو بولنے کے قابل نہیں چھوڑتے ہو۔" اسد نے کہا تھا وہ بھی مسکرا دی۔

"پھر آپی! کل صبح یہیں ملیں گے۔ٹھیک ہے۔" سعد کھڑا ہو گیا تھا۔وہ بھی اثبات میں سر ہلا کر ان کے ساتھ چلنے لگی تھی۔

...☆☆☆...

"یہ کیا ہے بھئی؟" جس نے دیکھا تھا، اس نے ایک بار ضرور یہ کہا تھا۔

"میرے مذہب کی صحیح تعلیم۔" وہ سر پر اسکارف باندھے اس وقت کلاس روم میں موجود تھی۔سٹارک نے اسے دیکھتے ہی لب بھینچے تھے۔

"کیرن! آپ بھی مذہبی ہو گئی ہو؟" سر ولیم نے کہا تھا۔وہ مسکرا دی اور اپنے نام کی تصحیح کی جس پر وہ مسکرا دیے۔

"چلو اچھی بات ہے۔آج کل بچوں میں بالکل مذہبی رجحان ختم ہوتا جا رہا ہے۔" انہوں نے کہا اور پھر اپنا مضمون پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ان کے نکلنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بعد وہ جوزفین کے قریب آ گئی جو آج کلاس میں دیر سے آئی تھی۔

جوزفین اسے دیکھ کر حیرت مسکرائی تھی۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا، ہم اپنے مذہب کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں ہیں۔دنیا اورآخرت کی ہر خوشی اسی میں ہے لیکن ہم مسلم ہو کر نہیں جانتے تھے، تو تم کیسے جانتی تھیں؟" جوزفین نے کوئی جواب نہیں دیا بس اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"طلبا وطالبات کیسے ہیں آپ!" اسی لمحے سر پیٹرک اندرداخل ہوئے۔وہ جوجوزفین کی کرسی پر جھکی ہوئی تھی۔سیدھی ہو گئی اورتیزی سے اپنی نشست کی طرف آئی۔سر پیٹرک یوں ہی اچانک آتے تھے اور کلاس میں کھلبلی مچ جاتی تھی کیوں کہ اکثر طلباء اپنی کرسیاں چھوڑ کر دوسروں سے باتوں میں مگن ہوتے تھے۔

"ٹھیک سر!" سب نے جواب دیا تھا لیکن سر پیٹرک کی نگاہیں اس پر جم گئی تھیں۔

"یہ کیا کیرن!"

"سر میرانام کیرن نہیں کرن ہے۔اس نام کا تلفظ آپ سے صحیح نہیں اداہوتا تو کوشش کریں۔"

"آپ یا رکھیں کہ آپ یہاں پڑھنے آ رہی ہیں۔" ان کے لہجے میں تناؤ تھا۔

"مجھے یاد ہے سر کہ میں یہاں پڑھنے آرہی ہوں۔" اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"پھر یہ اسکارف لپیٹ کرکیا کررہی ہیں آپ یہاں...؟"

"کالج کی کس دیوار پر لکھا ہے کہ یہاں اسکارف پہن کر آنا منع ہے۔"

"میں ہرگز آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دوں گا کہ آپ یہاں مذہب کی تبلیغ کریں۔"

"سٹارک کر سکتاہے تبلیغ کیوں کہ وہ عیسائی ہے اور آپ اس کے حامی...! جبکہ میں اپنے مذہب کی تعلیم پر عمل بھی نہیں کرسکتی' اس لیے کہ میں مسلم ہوں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"خاموش رہیں اور اتاریں یہ اسکارف... ورنہ میں آپ کو اپنی کلاس سے باہر کر دوں گا۔" انہیں غصہ آگیا تھا۔وہ لب بھینچے انہیں دیکھتی رہی۔

"یہ اس ملک کا نعرہ ہے کہ جو جیسے چاہے کرے، کوئی دوسرا اس کے معاملات میں دخل اندازی کرنے کا حق نہیں رکھتا پھر آپ میرے معاملات بلکہ مذہبی معاملات میں کیسے دخل اندازی کر سکتے ہیں؟"

"خاموش رہیں، فوراً میری کلاس سے باہر نکل جائیں۔" وہ آپے سے باہر ہو گئے تھے۔

"کیوں نکل جاؤں میں اس کلاس سے باہر...؟ اس لیے کہ میں نے اسکارف پہنا ہوا ہے۔یہی لباس آپ کے چرچ میں "نن" بھی پہنتی ہے۔ان پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے؟" سب طلباء لب بھینچے ان دونوں کی تکرار دیکھ رہے تھے۔

"نکل جاؤ!" وہ چیخ اٹھے۔وہ پکے عیسائی تھے۔وہ اسلامی تبلیغ برداشت کر ہی نہیں سکتے تھے۔ان کا بس چلتا تو ایک ایک مسلم کو اپنے ملک سے باہر کر دیتے لیکن اس وقت وہ بس ایک مسلم کو اپنی کلاس سے نکال سکتے تھے۔

"آپ مجھے کلاس سے نہیں نکال سکتے ہیں سر! بحیثیت طالبہ میں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی ہے جو مجھے کلاس سے نکال دینے کی وجہ بن سکے۔میں ہنگامہ کردوں گی سر!"

"ٹھیک ہے۔جو کرنا ہے وہ یہاں سے باہر جا کر کریں۔اس کلاس سے اسی وقت نکل جائیں۔" اب صرف یہ باقی رہ گیا تھا کہ وہ اس کا ہاتھ تھام کر کلاس سے باہر کر دیتے۔

"میں آپ کو بتاتی ہوں کہ میں کیا کرسکتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئی تھی۔سٹارک نے انہیں پانی دیا تھا۔ان کے خون میں ابال آ رہا تھا۔پانی پی کر انہوں نے خود کو نارمل کیا تھاپھر انہوں نے پڑھانا شروع کیا تھا۔وہ محسوس کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے تھے کہ بہت سے طلباء کے چہروں پر ناگواری ہے یقیناً اس کا کلاس سے نکالا جانا انہوں نے پسند نہیں کیا ہوگا۔

"سر آپ کو پرنسپل صاحب بلا رہے ہیں۔" ایک پیون نے انہیں اطلاع دی۔

"انہیں کہو میں کلاس میں ہوں۔فارغ ہو جائوں، پھر آتا ہوں۔" وہ سمجھ گئے تھے یہ بلاوا کس لیے ہے۔

"وہ کہہ رہے ہیں آپ فوراً آ جائیں۔" انہوں نے لب بھینچ لیے تھے۔وہ کلاس سے نکلے اورآفس کی طرف آ گئے۔وہ یہی سمجھے تھے کہ وہ اکیلی ہوگی لیکن پرنسپل آفس کے باہر طلباء کا مجمع دیکھ کر وہ چونک گئے۔وہ سب مسلم طلباء تھے۔

"سر پیٹرک! کس وجہ سے آپ نے کیرن کو باہر نکالا ہے؟"

"یہ سب کیا ہے؟" وہ عام پروفیسر نہ تھے۔اس کالج کی انتظامیہ میں شامل تھے۔

"سر! یہ ٹھیک نہیں ہے۔آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ہمارے مذہب سے پھرنے والی لڑکی کو آپ حکومت سے تحفظات دلوا رہے تھے۔اسے اپنی بیٹی بنالیا۔ ہمارے مذہب کی تعلیم پر عمل کرنے والی لڑکی کو آپ نے اپنی کلاس سے نکال دیا۔ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔"

"تم لوگ اس کالج میں، میرے اختیارات سے واقف ہو۔میں چاہوں تو تم سب کو اس کالج سے باہر کر دوں اور میرے حکومتی اختیارات سے بھی تم لوگ ناواقف نہیں ہو۔میں چاہوں تو تم لوگ کسی دوسرے کالج میں بھی داخلہ نہ لے سکو گے۔" سارے طلباء کو سانپ سونگھ گیا کیونکہ ان کے بڑے بھائی اس شہر کے میئر تھے اور ان کے تعلقات گورنر اور صدر تک تھے۔

"اب تم سب اپنی اپنی کلاس میں جائو۔پہلی اور آخری غلطی کے طور پر سب کو معافی مل رہی ہے۔" سبھی کے لب بھنچ گئے تھے۔وہ یہاں کی اقلیت میں سے تھے۔اکثریت میں ہوتے تو یقیناً ڈٹے رہتے۔ایک ایک کر کے مجمع چھٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گیا تھا لیکن جاتے ہوئے سب کی نظریں جھکی ہوئی تھیں یقینا وہ ایک مسلم کا ساتھ نہ دینے پر ضمیر کے آگے شرمندہ تھے مگر اپنا مستقبل ان سب کو عزیز تھا۔

”سر! ان محترمہ کے اس کالج سے نکال دیے جانے کے آرڈر تیار کردیں گے آپ۔انہیں آج ہی مل جانے چاہئیں۔“ انہوں نے پرنسپل صاحب سے کہا تھا اورانہوں نے اثبات میں سر ہلادیا۔وہ بنا پلکیں جھپکائے انہیں دیکھتی رہی۔اس کا کیریئر ختم ہو گیا تھا۔ایک اسکارف کی وجہ سے اسے کالج سے نکال دیا گیاتھا۔یہ تھا امریکا۔ایک آزاد ملک یہاں ”اپنے کام سے کام رکھو“ کا نعرہ بلند تھا لیکن ہر جگہ وہ مسلم سکون میں تھاجو اپنا اسلامی تشخص کھو چکا تھا اور جس نے ذرا بھی اپنی تعلیم پر عمل کرنا چاہا اس کے ساتھ یہی ہوا۔وہ گھر آگئی۔پاپا ماما نے سنا تو حیران رہ گئے۔پاپا نے اسی وقت اپنے وکیل سے بات کی تھی۔

”حیدر! تمہاری بیٹی پہلے تو اسکارف نہیں لیتی تھی؟“ وہ حیران ہوئے۔

”اب آپ بتائیں ہم کیا کریں؟“ انہوں نے تفصیل بتائی تھی ایش کے حوالے سے۔

”مجھے نہیں لگتا کیس کرنے کا کوئی فائدہ ہوگا کیونکہ عدالتیں بھی عیسائی ہیں تو فیصلہ انہی کے حق میں ہوگا۔اسلامک سینٹر کے تحت بھی کالجز ہیں۔تم ان میں داخلہ دلوا دو اپنی بیٹی کو۔“ ان کا مشورہ مخلصانہ تھا۔

”پھر بھی میں کیس فائل کرنا چاہتی ہوں تاکہ سب کو پتا چل سکے کہ ایک مسلم لڑکی کواسکارف کی وجہ سے کالج سے نکال دیا گیا ہے۔“

”یہ مسئلہ یہاں کسی کوپتا لگنے دیا جائے گا ہی نہیں، جس طرح ایش کا کیس میڈیا پر چل رہاہے۔یہاں ہزاروں تمہارے جیسے مسائل ہیں مگر کسی کوخبر نہیں۔“ انہوں نے سمجھانا چاہا مگر وہ بضد رہی۔کیس فائل ہوا اوروہ ہار گئی۔ کسی کو علم نہ ہو سکا۔یہ اکیلے اس کا مسئلہ نہ تھا۔میڈیا پر مسلمانوں کی دہشت گردی دکھائی جاتی ہے ان کی مظلومیت نہیں...!

...☆☆☆...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنت میں لے کے جائے کی چاہت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

سعد بلند آواز میں لہک لہک کر پڑھ رہا تھا اور وہ اس کو اپنا سبق سنا رہی تھی۔سعد کی آواز میں بے پناہ سوز تھا۔اس وقت پارک میں اکا دکا لوگ تھے۔چرچ کا دروازہ بھی اس وقت بند تھا کیونکہ فجر کے بعد ہلکا ہلکا سا دھندلکا ہوتا تھا۔وہ روز یہاں آتے تھے۔اس نے اسلامک سینٹر کے تحت ایک کالج میں داخلہ لے لیا تھا اوراب گھر سے اس کا کالج بہت دور ہوچکا تھا۔اسی لیے اسے گھر سے جلدی نکلنا پڑتا تھا تویہاں وہ فجر کی نماز پڑھتے ہی آ جاتی تھی۔آج اسے یہاں آتے تیسرا دن تھا۔

یارب دکھادے آج کی شب جلوۂ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

ایک بار تو عطا ہو زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

سعد! تمہیں یہ نعت بہت پسند ہے؟" وہ اپنا سبق سنا چکی تھی۔سعد مسکرایا تھا۔

"مجھے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نعت پسند ہے مگر بس اس چرچ کو دیکھ کر یہی نعت پڑھنی اچھی لگتی ہے کہ یہ لوگ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے باعث جنت میں نہ جا سکیں گے اور میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے باعث جنت میں جاؤں گا۔"

"سعد! کیا صرف آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہی جنت میں لے جائے گی؟" اچانک اسے کچھ یاد آیا تو اس نے پوچھا۔

"بالکل!" اس نے فوراً جواب دیا تھا۔

"سعد! یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ وہ انہیں خدا سے بخشوا لیں گے لیکن اس کے لیے انہیں کچھ نیک عمل کرنے ہوں گے۔تو کیا ہم صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے باعث جنت میں جائیں گے۔خواہ عمل کریں یا نہ کریں؟" اسے فادر کی بات یادآئی جنہوں نے بھلائی کے کام کرنے کے لیے کہا تھا کیونکہ یہ جنت میں لے جائیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آپ نے کبھی کسی سے محبت کی ہے؟" اسد نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

سعد بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

"نہیں۔" وہ اس کے یوں ہنسنے پر جزبز ہوئی تھی۔وہ سمجھ گئی کہ اس نے کچھ غلط کہہ دیا ہے۔

"پہلے آپ محبت کریں۔" سعد نے کہا۔

"کس سے...؟" وہ چونک گئی۔

"اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے ماں باپ اولاد اور مال سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

پھر جب آپ یہ محبت کرنے لگیں گی تو نیک عمل آپ کو کرنے ہی نہیں پڑیں گے' وہ خودبخود آپ سے ہونے لگیں گے۔آپ کبھی نماز نہیں چھوڑیں

گی کیونکہ یہ اللہ عزوجل کا حکم اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔آپ کی وجہ سے کسی کا دل دُکھ جائے گا تو آپ افسردہ رہیں گی کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کا دل نہیں دُکھایا اور جن سے ہمیں محبت ہو، انہیں خوش رکھنے کی ہم لاکھ تدبیریں کرتے ہیں۔

آپ بھی ہر وہ کام کریں گی جس کا حکم اللہ عزوجل نے دیا ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک پہنچایا ہے اور رہی نیک عمل سے جنت میں لے جانے کی بات تو غیر مسلم کس قدر بھی نیک عمل کرلیں ہرگز جنت میں نہیں جائیں گے پھر چاہے وہ کافر ہوں جو سرے سے نبیوں کو نہیں مانتے یاپھر یہودی ہوں جو صرف حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو مانتے ہیں یاپھر عیسائی ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو مانتے ہیں جب تک یہ لوگ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں لائیں گے ان کا ہر نیک عمل بے کار ہے کیونکہ کفر ایک زہر ہے اور زہر کسی کھانے میں پڑ جائے اور اس میں بے حد عمدہ مسالے بھی ڈالے گئے ہوں اوراس کھانے کو آپ یہ سمجھیں کہ یہ صحت بخش ہے تو وہ آپ کی کم عقلی ہوگی یا بدنصیبی کہ اس کھانے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صرف موت ملے کی صحت نہیں اور پھر یہ سب مانیں یانہ مانیں، ہیں تو سب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی!""

"وہ کیسے...؟" اس نے اپنی بات ختم نہ کی تھی صرف سانس لینے کو رکا تھالیکن اس سے صبر نہیں ہوا۔

"سورہ آل عمران آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے۔

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو کتاب میں تم کو دوں اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔فرمایا، تم نے اقرار کرلیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا۔ سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا۔فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جائو اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں

ہوں۔"

انبیا سے لیے گئے اس عہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عظمت ثابت ہوتی ہے جس کا اندازہ ناممکن ہے، عہد کا قصہ تو یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی پشت سے ان کی ساری اولادوں کی روحیں نکالی گئیں پھران سے تین طرح کے عہد لیے گئے۔ایک تو تمام مخلوق سے کہ "کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں۔" سب نے عرض کی "ہاں"۔دوسرے علماء سے کہ تم احکام الٰہیہ کی تبلیغ کرنا۔تیسرے انبیائے کرام سے جس کا آیت میں ذکر ہے، اس عہد کا اس طرح ذکر کیا گیا کہ اس عزوجل نے گروہ انبیاء کرام سے اس روز ارشاد فرمایا تھا۔

اے گروہ انبیائ! جب میں تم کو اپنی کتاب دوں اور نبوت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دوں اور اپنے بندوں کو تمہارا امتی اور تابعدار بنا دوں پھر عین اسی حالت میں ہمارا یہ نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ گر ہو جائے توتمہارا فرض ہوگا کہ تم مع اپنی اپنی امتوں کے اس محبوب آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن جانا۔اس محبوب کے آتے ہی تمہارا دین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منسوخ ہو گا۔ تمہاری کتاب منسوخ ہو گی۔ تم کو ان کا خدمت گار اور معاون بننا ہو گا۔ کہو کیا تمہیں منظور ہے؟ تمام انبیائے کرام نے بخوشی منظور کر لیا۔ اقرار کرنے پر بھی عہد ختم نہ ہوا فرمایا گیا۔ ''اچھا اس پر ایک دوسرے کے گواہ بن جائو۔'' آدم علیہ السّلام دوسرے انبیاء کرام یعنی نوح علیہ السّلام وغیرہ پر۔ اور وہ حضرات حضرت آدم علیہ السّلام پر۔ پھر بھی بات ختم نہ ہوئی۔ فرمایا ''ہماری شاہی گواہی بھی اس میں شامل ہے۔ ہم بھی تمہارے اس اقرار پر گواہ ہیں۔

اللہ عزوجل جانتا ہے کہ اس میں کیا راز ہے کہ اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تو گواہی وغیرہ کی پابندی نہ ہوئی۔ سب نے فقط ''ہاں'' کہہ دیا بات ختم ہوئی مگر یہاں اقرار بھی کرایا' گواہی بھی لی اور سارے واقعہ پر اپنی شاہی گواہی بھی دی۔ ربّ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہ پائیں گے پھر بھی اقرار لیا کہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آ جاتے تو ہم ان کی امتی بن جاتے۔ کم از کم ہر نبی کے پاس اس پر ایمان رہے۔ نیز ان

کی امتیں اس واقعے کو سن کر اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور شب معراج میں سارے انبیاء کرام نے اس اقرار نامہ کو ثابت کر دیا۔ سب نے مقتدی بن کر بیت المقدس کی زمین پاک میں امام الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔''

''سبحان اللہ! وہ نماز بھی کس لطف کی نماز ہو گی جس میں انبیاء مقتدی سیدالانبیاء امام۔'' اسد نے بے اختیار کہا تھا اور وہ سانس روکے سعد کو دیکھ رہی تھی۔

''اس آیت سے معلوم ہوا کہ سارے پیغمبر علیہ السّلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیائ۔ تو یہ سارے لوگ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھتے ہیں کون ہوئے؟ ان کے امتی ہی ہوئے۔ چاہے مانیں یا نا مانیں۔'' سعد رکا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''آپی...! آپی کیا ہوا؟'' سعد اور اسد دونوں بوکھلائے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آپی! کیوں رو رہی ہیں بتائیں تو...؟"

"سعد... میں کیسے اپنے ربّ عزوجل کا شکر ادا کروں جس نے مجھے ایسی شان والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی بنادیا ہے۔ مجھ گناہ گار پر ایسا کرم میرے مالک! ایسا کرم جس کے شکر کے لیے مجھے اپنی پوری زندگی کم لگ رہی ہے اور اپنی کتنی عمر میں گناہوں میں گزار چکی ہوں۔" وہ روتی رہی۔

"سعد! کیا ربّ مجھے، میرے سب گناہوں کے لیے معاف کرے گا؟" اسے اپنا ہر گناہ یاد آیا تھا۔اس لمحہ وہ بہت خوف محسوس کر رہی تھی۔

"معافی کے متعلق کیا کہوں کیونکہ کسی کو نہیں پتا کہ ہمارے بارے میں ربّ عزوجل کی خفیہ تدبیر کیا ہے لیکن ایمان پاس ہونا بخشش کی دلیل ہے، یہ نہیں کہ آپ نے کلمہ پڑھ لیا اور ہر طرح کے کام کی چھوٹ مل گئی بلکہ آپ کو جاننا ہو گا کہ ہمارے دین کی کیا تعلیمات ہیں پھر اس پر عمل کرنا ہو گا اور اس عزوجل کی رسی مضبوطی سے تھامنی ہو گی، سب سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنی ہو گی اور یہ علم حاصل کرنا ہو گا کہ

ہمیں اس عزّوجل اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کس طرح کرنی ہے کیونکہ بعض لوگ کلمہ پڑھ کر خود کو مسلمان کہتے ہیں اور کافر سے بدتر ہوتے ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ

" میری امت پر ایک وقت ایسا آئے گا، ایک شخص صبح کو مسلمان ہو گا اور شام کو کافر۔"

یعنی کچھ ایسے کلمات اس کی زبان سے ادا ہو جائیں گے جن کے سبب اس کا ایمان سلب کر لیا جائے گا اور اس کو خبر تک نہ ہو گی۔ بعض کو دنیا میں ہی ذلیل کر دیا جاتا ہے اور بعض کو آخرت میں۔ جیسا کہ آج کل میڈیا پر ایک لڑکی کی خبر آ رہی ہے، امریکا کا ہر چینل اس کا انٹرویو کر رہا ہے کیونکہ اس مسلمان لڑکی نے عیسائی مذہب قبول کر لیا ہے۔" اسد کی ہر بات اس نے بے حد غور سے سنی تھی آخری بات پر چونک پڑی اور اس سے زیادہ حیرت اسے سعد کے ردعمل نے پہنچائی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"خبردار! اگر اسے مسلمان کہا تو... اس کے دل میں ایمان کبھی تھا ہی نہیں۔ باپ نشئی اور ماں بدچلن... وہ راتوں کو گھر سے باہر رہنے والی لڑکی ، شاید ہی اسے نماز آتی ہو بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ اسے کلمہ تک نہیں آتا ہوگا ورنہ وہ یہ کبھی نہ کہتی کہ بائیبل پڑھ کر اسے سکون ملتا ہے حالانکہ دلوں کا چین اس عزوجل کی یاد میں ہوتا ہے۔"

"سعد! ہمیں کسی کے بارے میں ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔" اسد نے اسے روکا تھا۔وہ ایساہی جذباتی تھا۔

"میں "کسی" کے بارے میں بات نہیں کر رہا ہوں۔میں مرتد کے بارے میں بات کررہا ہوں جو واجب القتل ہے۔"

"یہ فیصلے حکام کرتے ہیں، عوام نہیں۔" اسد اسے ٹھنڈا کرنا چاہ رہا تھا مگر اس کا ہر جملہ جلتی پر تیل کا کام کررہاتھا۔

"حکام...؟ بہت خوب! عیسائی حکام ہیں یہاں پر اور آج کل تو نام نہاد مسلمان ملکوں میں بھی مرتد کو قتل نہیں کیاجاتا۔سلمان رشدی کو دیکھا' اس پلید کو

تین دن کے اندر قتل کرنا تھا لیکن اس کے قتل کا فتویٰ بھی ایک سال بعد دیا گیا۔اس کی کیا وجوہات رہی ہیں مجھے نہیں پتا، اسے برطانیہ میں حفاظت سے رکھا گیا ہے۔سیکیورٹی فراہم کی گئی۔عالیشان گھر دیاگیاہے۔ہاں مگر مجھے یہ پتا ہے کہ ایسے ہی لوگوں کے مقابل عام مسلمانوں پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور اگر میری بھی کسی مرتد تک رسائی ہو جائے تو میں اسے قتل کر دوں گا۔"

"انجام سے باخبر ہوں گے اپنے...؟" اسد مسکرایا، اس لمحے اسے اپنے بھائی پر فخر محسوس ہوا تھا۔وہ صرف زبانی کلامی اسلامی تبلیغ نہیں کرتاتھا، وہ بہت باعمل تھا۔سب اساتذہ کہتے تھے کہ "سعد کی روح بہت نیک ہے۔"

"انجام سے تو بالکل باخبر ہوں۔شہیدوں کی روح کوپرندوں کے قالب میں ڈھال کر جنت میں بھیجا جاتاہے قیامت تک کے لیے۔" وہ فوراً بولا تھا۔اس بار وہ بھی مسکرا دی یعنی وہ جانتا تھا کہ اسے فوراً ہی مار دیاجائے گا۔

"ایک مرتد تک تو میں بھی رسائی کروا سکتی ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ایش کو جانتی ہیں آپ!" وہ دونوں چونکے۔اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا پھر یکدم بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"اوہ ہو، کالج کا وقت ہو گیا۔"

"آپی پلیز! مجھے اس سے ملوائیں۔" وہ اس کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

"کسی مسلمان کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔" اس نے قدم بڑھائے۔ وہ دونوں بھی ساتھ چلنے لگے۔

"آپی! آپ کچھ کریں، مجھے اس سے ملنا ہے۔" وہ بضد ہوا۔

"ملنا ہے یا قتل کرنا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"پہلے اسلام پیش کروں گا، نہیں مانی تو قتل کر دوں گا۔" اس نے اطمینان سے اپنا منصوبہ بتایا۔

"اور ثواب کے حق دار بنو گے، تو یہ ثواب میں خود ہی نہ کما لوں؟" وہ مسکرائی۔

"لڑکیوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔" اس نے جھٹ سے کہا تھا، وہ اسے گھورتی اپنی گلی میں مڑ گئی۔جوں جوں اسلام کے متعلق اس کی معلومات بڑھ رہی تھیں وہ اپنی گزشتہ زندگی پر شرمندہ تھی۔وہ کس مذہب سے وابستہ تھی اور وہ کیا کرتی رہی تھی۔اسے دو ماہ ہو گئے تھے قرآن پاک پڑھتے ہوئے۔سعد کو کئی بار چرچ سے دھمکیاں مل چکی تھیں کہ وہ اس پارک میں بیٹھ کر بلند آواز میں یہ سب نہ پڑھا کرے۔چرچ کا صدر دروازہ تو سڑک پر تھا لیکن ایک چھوٹا دروازہ اس پارک کی بائیں طرف والی دیوار میں بھی تھا اور سعد پتے کو اپنے ایمان کا گواہ بنانے کے لیے ایک جگہ بیٹھ کر کلمہ اور درود شریف کا ورد نہ کرتا تھا بلکہ گھومتا رہتا تھا اور دروازہ والی دیوار کے پاس تو خاص کر کلمہ شریف پڑھا کرتا۔اسد کے ساتھ ساتھ وہ بھی اکثر اسے منع کرتی تھی مگر اس کے پاس ایک ہی جواب تھا۔

"ظالم کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنا جہاد ہے۔" اور وہ دونوں اسے گھورتے رہ جاتے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...☆☆☆...

"اسد!" اس نے جوں ہی اپنی گلی کا موڑ مڑا تو چونک گئی۔سامنے سے اسد بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔اس کے چہرے کی ہوائیاں اُڑی ہوئی تھیں۔"اسد! کیا ہوا؟" وہ دوڑ کر اس کے قریب ہوئی۔

"آپی... آپی وہ... وہ لوگ پارک... میں وہ لوگ... سعد کو..." اس کا سانس پُھول رہا تھا۔اس سے بولا نہ جا رہا تھا۔وہ آگے سننے کے لیے رکی نہیں تھی۔دوڑتے قدموں کے ساتھ وہ پارک پہنچی تھی اور وہاں کے منظر نے سُن کر دیا تھا۔

چرچ کا سیکیورٹی گارڈ پیٹر جو بہت قوی و توانا تھا، سعد کو مار رہا تھا۔وہ لاتوں سے سعد کے سر کو کچل رہا تھا۔سعد کے پیٹ اور پیروں پر مار رہا تھا مگر اسے "سن" پیٹر نے نہیں سعد نے کر دیا تھا، وہ مارتے ہوئے سعد سے کہہ رہا تھا۔

"نام لے گا اب یہاں اپنے دین کا، نظر آئے گا اس پارک میں...؟ اب تو زندہ نہیں چھوڑوں گا تجھے، کون بچائے گا تجھے مجھ سے...؟" اور سعد وہ کیا کر رہا تھا...؟ اس نے غور کیا۔وہ کہہ رہا تھا۔

"محشر میں ہوگی ساتھ حمایت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی"

اس کی لہک ٹوٹ چکی تھی۔نیم مردہ سا اکھڑی اکھڑی سانسیں لیتے ہوئے بھی وہ توڑ توڑ کر ہر لفظ ادا کر رہا تھا۔وہ سن کی سن رہ گئی۔وہ کبھی سعد جیسی محبت نہیں کر سکتی تھی۔سعد کا چہرہ لہولہان ہو رہا تھا۔اس کی

سانسیں بے ربط تھیں، وہ جسمانی طور پر اسد سے بھی کمزور تھا تو بھلا پیٹر کی مار کے قابل وہ کہاں ٹھہر سکتا تھا لیکن اس کی محبت بہت شدید تھی۔اس کی محبت کے آگے پیٹر جیسا توانا شخص ہار گیا تھا۔

"محشر... حمایت... حمایتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم" اس کی بند ہوتی آواز پر اسے ہوش آیا تھا۔اس نے دوڑتے ہوئے پیٹر کی پشت پر لات ماری تھی۔پیٹر یقیناً حملے کے لیے تیار نہ تھا۔سعد کے سامنے سے اڑتا ہوا وہ سامنے جا گرا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیٹر کی بے پناہ مار بھی سعد کے لبوں سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت نہیں چھڑوا سکی تھی۔

"آئو اب ہاتھ لگائو اسے۔" اس نے کہا لیکن پیٹر تیزی سے مڑا اور چرچ کے دروازہ کی طرف چلا گیا۔ پیچھے سے کچھ آوازوں پر اس نے مڑ کر دیکھا تھا۔اسد کے ساتھ اس کے بابا اور پاپا تھے۔وہ تینوں تیزی سے سعد کی طرف بڑھے تھے۔

"پاپا! میں گاڑی لے کر آتی ہوں۔"

"میں لے کر آیاہوں۔اسد نے مجھے بتایا تھاکہ تم یہاں پہنچ چکی ہو۔" انہوں نے کہا تووہ سرہلاتی پارک کے دروازہ پر آگئی۔پاپا اوراس کے بابانے سعد کو اٹھا کرگاڑی میں ڈالا تھا۔بے حد تیزگاڑی چلاتے ہوئے وہ سعد کو قریبی اسپتال لے آئی تھی۔

"یہ تو پولیس کیس ہے، کس نے اسے اتنی بری طرح مارا ہے؟" ڈاکٹرز نے سعد پر فوراً توجہ دی تھی۔

"ہم پولیس کو اطلاع کرتے ہیں۔" پاپا نے کہا تھا۔سعد کے بابا نڈھال سے ایک طرف بیٹھے تھے۔اس کی امی اورماما بھی آچکی تھیں۔ان تین مہینوں میں ان کے گھریلو تعلقات بن گئے تھے۔

"نہیں پاپا! ہم پولیس کو اطلاع نہیں کریں گے۔"

"لیکن بیٹا...!" انہوں نے کچھ کہناچاہا مگر اس نے ان کی بات کاٹ دی۔

"ہم مسلمان ہونے کے ناتے پہلے بھی ایک کیس ہار چکے ہیں۔ہم یہ کیس بھی ہار جائیں گے۔"

"اور ہمارا کیس مضبوط ہو بھی نہیں سکتا۔غلطی سعد کی ہے۔ان لوگوں نے سعد کو بہت بار منع کیا تھا مگر سعدنہیں مانا ان کے پارک میں وہ..." اسدبولا تھا لیکن اس نے اسد کی بات کاٹ دی۔

"وہ پارک چرچ کی ملکیت نہیں ہے۔صرف اس کے ساتھ ہے اوروہاں ہر رنگ و نسل کے لوگ آتے ہیں، صرف پابندی ہے تو مسلمانوں پر..." اس نے غصہ سے دیوار پر مکا مارا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آپی! اس طرح غصہ مت کریں، پرسکون ہو کر سعد کے لیے دعا کریں۔ ڈاکٹر نے ہمیں اس کی طرف سے ابھی تک تسّلی بخش جواب نہیں دیا ہے۔" اسد کی ہر ممکن کوشش ہوتی تھی کہ ہر کسی کو پُرسکون رکھے۔

"میں تمہیں اب اس جگہ اسی لیے نظر آرہی ہوں کہ سعد کی طرف سے خیریت کی اطلاع مل جائے۔اس کے بعد مجھے پیٹر کو بھی اسی جگہ پہنچانا ہے۔"

"کرن!" پاپا اٹھ کر اس کے قریب آ گئے تھے۔"ریلیکس بیٹا!" انہوں نے اسے سینے سے لگایا تھا۔دوپہر کے وقت ڈاکٹر نے اس کے خطرے سے باہر ہونے کی اطلاع دی تھی۔اس کے بابا چلے گئے تھے۔انہیں مسجد میں نماز ظہر ادا کرانی تھی۔

"پاپا! سعد کے آگے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کا حکم سب سے پہلے تھا۔مجھ سے یہاں سے ہلا نہیں جارہا اور اس کے بابا حکم الٰہی بجا لانے کے لیے اپنے بیٹے کی طرف سے خیریت کی اطلاع

ملنے سے پہلے ہی چلے گئے تو اللہ عزوجل نے بھی انہیں مایوس نہیں کیا۔آپ انہیں سعد کی خیریت کی اطلاع کردیں اوران سے کہیے گا کہ وہ ہمارے لیے بھی ایسی ہی شدید محبت کی دعاکریں کہ ہمیں بھی یہ نعمت نصیب ہو جائے۔" اس کا دل بھر آیا تھا' سعد کے بابا کے اس عمل کی وجہ سے۔پاپا نے اثبات میں سرہلایا تھا۔وہ وہاں سے سیدھی چرچ آئی تھی۔

"فادر! پیٹر کہاں ہے؟"

"خیریت...؟" وہ اپنے آفس میں تھے۔

"اس نے چرچ کے برابر والے پارک میں موجود ایک مسلمان لڑکے کو مارا ہے۔اس وقت اس کی جان خطرہ میں ہے۔وہ اس وقت ہسپتال میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا ہے۔"

"کیا مطلب...! پیٹر ایسا کیسے کر سکتا ہے؟" وہ بے اختیار کھڑے ہوئے تھے۔

"آپ کو نہیں پتا؟ حالانکہ مدر کو بھی پتا ہے۔چرچ میں رہنے والی "ننز" تک اس لڑکے کی دشمن ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"وہ مسلمان لڑکا جو نعتیں اور کلمے پڑھتا رہتا ہے؟" وہ چونک گئے۔

"جی ہاں! وہی لڑکا۔اسے ہی پیٹر نے مارا ہے اور مجھے پیٹر مطلوب ہے۔میں اس کا وہی حشر کرنا چاہتی ہوں۔"

"تم نے خود دیکھا۔پیٹر نے اسے مارا ہے؟" انہوں نے لب بھینچے تھے۔

"ہاں، میں نے خود دیکھا تھا بلکہ پیٹر سے اسے چھڑوانے کے لیے میں نے پیٹر کو فلائنگ کک بھی ماری تھی۔مجھے اس لڑکے کو فوراً اسپتال پہنچانا تھا اسی لیے میں اس وقت پیٹر کے پیچھے نہیں آئی۔"

"اوہ اب سمجھا!" فادر نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"کہاں ہے پیٹر؟"

"اس لڑکے کی حالت کیسی ہے اب...؟" انہوں نے اس کے سوال کا جواب نہیں دیا کیونکہ اسے بتانے کی انہیں کوئی ضرورت نہ تھی۔انہوں نے اسے بغور دیکھا۔"ابھی میں نے پیٹر کو اپنے کسی کام سے بلایا تھا۔مجھے بتایا گیا کہ وہ کچھ

بیمار ہے۔" انہوں نے اپنے آفس کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔وہ بھی ان کے پیچھے باہر آئی تھی۔" مجھے امید ہے کہ پیٹر جیسے طویل و توانا شخص نے اس کمزور سے بچے کو اگر پانچ منٹ بھی مارا ہوگا تو اس لڑکے کی حالت خطرے سے باہر ہوگی۔" انہوں نے رک کر اسے دیکھا، وہ چونک گئی۔"پیٹر کو تم نے مارا تھا؟" انہوں نے کہا تو اس نے لب بھینچ لیے۔وہ کیا جتانا چاہ رہے تھے۔

"ہاں!" اس نے انہیں دیکھا تھا۔

"میں اسے مزید مارنے کے لیے یہاں آئی ہوں۔" اس کے لہجے میں ہٹ دھرمی تھی۔

"حالانکہ وہ اب اس قابل نہیں ہوگا۔" وہ رک کر میدان میں نظر دوڑانے لگے تھے جبکہ وہ انہیں دیکھتی رہی۔

"آپ جو کہنا چاہتے ہیں نا فادر! کھل کر کہیں۔" اس نے دانت پر دانت جماتے ہوئے خود پر ضبط کیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سسٹر ماریشیا!" فادر نے اس کی بات کا جواب نہ دیا تھا۔

"جی فادر!" دور کھڑی ایک نن جلدی سے ان کے پاس آئی تھی۔

"پیٹر کو بلائو۔"

"فادر! اس کی طبیعت بہت خراب ہے۔"

"کیا ہوا اسے...؟"

"پتا نہیں فادر! پچھلے دروازے کے پاس وہ جوزف کو ملا تھا۔اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اور وہ اوندھے منہ پڑا تھا۔مدر میری اور فادر ولیم کی بھرپور کوششوں کے باوجود اس کا خون نہیں رک رہا تھا۔پھر مدر نے ایمبولینس منگوائی اور اسے اسپتال بھیج دیا ہے۔"

"اتنا سب کچھ ہو گیا اور تم لوگوں نے مجھے بتایا بھی نہیں...؟"

"فادر! ہم نے آپ کو پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا۔" مدر میری بھی آ گئی تھیں۔ان کی نگاہوں میں اسے دیکھ کر حیرت اُبھری تھی۔

"پیٹر سے آپ کو کیا کام پڑ گیا ہے؟ آپ جوزف سے کہہ دیں۔" مدر میری نے ماریشیا کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔

"پیٹر نے اس مسلمان لڑکے کو مارا ہے جو چرچ کے ساتھ والے پارک میں نعتیں وغیرہ پڑھتا تھا۔"

"اور پیٹر کو کس نے مارا؟" انہوں نے چونک کر اسے دیکھا جو سینے پر ہاتھ باندھے میدان میں بچوں کو بائیبل پڑھتے دیکھ رہی تھی۔

"پیٹر کے بارے میں خبر آئے تو مجھے اطلاع کر دیجیے گا۔" انہوں نے مدر کو جانے کا اشارہ دیا تو وہ لب بھینچتی اسے دیکھتی آگے بڑھ گئی تھیں۔

"تم لوگوں کا ڈسا پانی بھی نہیں مانگتا۔" انہوں نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر اسے دیکھا تھا۔اس کا خون کھول گیا۔

"آپ لوگ صاف نہیں ہیں نہ کسی اور کے ساتھ اور نہ ہی اپنے ساتھ۔اس پیٹر جیسے دیو قامت شخص نے ایک چھوٹے بچے کو بری طرح مارا۔میں نے صرف ایک مارا لیکن آپ یہ جتانا چاہ رہے ہیں کہ وہ لڑکا اب بالکل ٹھیک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے جبکہ پیٹر کی حالت نازک ہے۔یہ صرف اس لیے کہ اسے ایک مسلمان نے مارا ہے اورالزام لگانے کے لیے مسلمان سے اچھی قوم آپ کو کہاں ملے گی؟ اور صرف مسلمان ہی کیا، الزام لگانے کے لیے تو آپ نے خدا کو بھی نہیں چھوڑا ہے۔ایسا الزام جسے سن کر زمین آسمان لرزتے ہیں۔ جسے سن کر کائنات ہل جاتی ہے۔اگرآپ کے پاس آنکھیں ہوں نا فادر! تو اپنے الزام پر آپ کو اس چرچ کے درودیوار بھی روتے نظر آئیں گے۔قابل نفرت ہیں آپ لوگ جو عبداللہ کو ابن اللہ کہتے ہیں۔آپ اپنا فیصلہ حق کے ساتھ نہیں کرسکتے ہیں۔آپ سے حق کی امید کرنا بالکل فضول ہے۔آپ سے آکر مجھے درخواست نہیں کرنی چاہیے تھی۔آپ کو اطلاع کرنی چاہیے تھی کہ آپ پیٹر کو چھپالیں، اگر وہ مجھے نظر آیا تو وہ اس کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔" وہ چیخ اٹھی۔

"کیا کرلوگی تم...؟" پیچھے سے آتی آواز پر وہ جھٹکے سے مڑی تھی۔ادھر ادھر ٹہلتی ننز اور بچے سب اس کی طرف متوجّہ ہو چکے تھے۔سٹارک کو دیکھ کر اس نے لب بھینچ لیے۔

"وہی کروگی جو تم نے اپنی پڑھائی کے لیے کیا تھا؟ شکر کرو سرپیٹرک کا کہ انہوں نے تمہیں صرف اپنے کالج سے نکالا ہے۔امریکا کے ہر کالج کے لیے پابندی نہیں لگائی ورنہ آج تم گھر بیٹھی ہوتیں اور یہ ہمارا ملک ہے۔ہمارا شہر ہے۔یہاں تم لوگوں کو کسی جگہ بھی اپنے مذہب کا نام لینے نہیں دیا جائے گا کیونکہ سب جگہ ہماری ہے اور ہر جگہ ہماری حکومت ہونے والی ہے۔ان کا ہر مسلمان ہماری طرح جینا پسند کرتا ہے بلکہ بہت سے باشعور تو ہمارا مذہب بھی قبول کررہے ہیں۔ہر مسلمان ملک کے لوگ اپنے بچوں کو ہمارے اسکول کالج میں پڑھانا باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ہر شخص پیسہ کمانے کے لیے یہاں آنا پسند کرتا ہے۔مسلمان ہر طرح سے ہماری تقلید کررہے ہیں۔تم خود بتاؤ۔ مسلمان ممالک میں ہمارے جیسے لباس والے زیادہ ہوتے ہیں یا وہ تمہارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قمیص شلوار والے؟ داڑھی وہ چیز ہے جو ہمیں مسلمانوں سے الگ کرتی ہے، آج تم ایک عیسائی اور مسلم میں فوراً فرق نہیں کرسکتیں کیونکہ اکثریت داڑھی نہیں رکھتی۔ پہلے تم اپنے مسلمانوں کو اپنی صحیح تعلیم سے آگاہ کرو پھر ہم تک آئو۔"

"استارک!" فادر نے اسے روکنا چاہا تھا۔

"پہلے خود کو صحیح کرو پھر ہمیں بتائو کہ ہم غلط ہیں یا صحیح..." وہ لب بھینچے استارک کو دیکھ رہی تھی۔اس میں اور استارک میں بہت سی قدریں مشترک تھیں۔وہ دونوں کبھی جھوٹ بھی نہیں بولتے تھے۔وہ اپنے حصے کا سچ بول چکی تھی جو کہ ان کے لیے زہر تھا تو استارک بھی سچ کہہ رہا تھا جو اس کے لیے زہر تھا۔اس لمحے اسے استارک سے نہیں، اپنے آپ سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔

"چلی جائو۔" استارک نے دروازہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔وہ خاموشی سے دروازہ کی طرف بڑھ گئی۔آتے ہوئے وہ شدید غصہ کی لپیٹ میں تھی۔جاتے ہوئے اس کا ذہن بالکل سن تھا۔

"کیا ہوگیا ہے ہم مسلمانوں کو... اسلام جیسا عظیم دین ہمارا ہے۔حضور پرنورؐ کے امتی ہو کر ربّ عزوجل کی صحیح پہچان ہونے کے باوجود ہم کیوں ان لوگوں کی تقلید کررہے ہیں جو ہمارے دین ہمارے نبیصلی علیہ وسلم، ہمارے خدا عزوجل کے دشمن ہیں۔کیوں ہم لوگ اتنے گرگئے ہیں؟ یار بّ! تو ہم مسلمانوں پر رحم فرما۔یہ ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہے کہ آج وہ لوگ بظاہر ہم سے آگے ہیں۔" وہ سڑک پر آکر بے اختیار رونے لگی۔اس وقت اسے اپنے آپ سے نفرت ہو رہی تھی جس نے اپنی زندگی کا بہت سارا حصہ ان ہی لوگوں کی طرح گزارا تھا اوران لوگوں پر بھی غصہ آرہا تھا جو ان لوگوں کی طرح جینے کو ترقی کہتے تھے۔جب سے وہ اسلام سے ملتفت ہوئی تھی تب سے اسے اسلامی ممالک کی بھی خبریں ملنے لگیں تھیں۔کوئی ایک اسلامی ملک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایسا نہ تھا جہاں اسلامی شریعت قانون ہو۔اسلامی قانون کا عام مسلمانوں کو علم تک نہ تھا حتیٰ کہ سعودی عرب کے قانون کے بھی بہت سے مسلمان خلاف تھے جو کہ "اسلامی قانون" تھا۔یہ ان کی بے عملی کا ہی نتیجہ تھا کہ آج وہ بظاہر پیچھے تھے۔

...☆☆☆

"ہم پاکستان جا رہے ہیں۔" سعد کی ایک ماہ بعد اسپتال سے چھٹی ہوئی۔اس کے زخم بہت گہرے تھے۔کئی دن تو اس کے بدن کو کلپ کرکے رکھا گیا تھا۔ اس ایک ماہ میں ان کے بابا نے پاکستان جانے کے تمام انتظامات کرلیے تھے اور اب پندرہ دن بعد وہ لوگ پاکستان جا رہے تھے۔

"وہاں جاکر مجھے اپنے رابطہ نمبرز بھیجنا۔" اس نے کہا تو اسد مسکرایا۔اس نے سعد کو دیکھا۔

"سعد کو کیا ہوا؟ اس کا منہ کیوں پھولا ہوا ہے؟" وہ چونک گئی۔

"وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔" اسد بڑبڑایا۔

"آپی! میں یہاں سے جانا نہیں چاہتا۔میں یہاں رہ کر دین اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتا ہوں..."

"کافروں کو مسلمان کرنے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ مسلمانوں ییں اسلام کی صحیح تبلیغ کی جائے۔انہیں بتایا جائے کہ اللہ عزوجل کا حکم ہے یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔یہ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔" اس نے سعد کی بات کاٹ دی تو سعد چونک کر اسے دیکھنے لگا۔"یہ لوگ کہتے ہیں ہم ان کی تقلید کر رہے ہیں تو یہ لوگ غلط نہیں کہتے ہیں سعد!" اس نے اسٹارک کی باتیں پوری تفصیل کے ساتھ ان دونوں کو بتائیں۔وہ دونوں دم بخود اسے دیکھے گئے۔"سعد! مسلمان اگر سچے مسلمان بن جائیں تو کافروں کو مسلمان کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔لوگ خود ہی جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگیں گے۔نبی صلی علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا دور سچے مسلمانوں کا دور تھا۔کافر خود آکر مسلمان ہو جاتا تھا۔آج بھی اگر ایسے ہی مسلمان ہو جائیں تو اسلام دین اسی طرح پھیلے گا جس طرح صحابہ کے دور میں پھیلا تھا۔آج بھی مسلمانوں کو وہی برتری حاصل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوجائے جو اس دور میں تھی۔بس مسلمانوں کواپنی بے عملی دور کرنی ہوگی اورانہیں جگانے کے لیے تم جیسے مسلمانوں کو اٹھنا ہوگا۔"

"سعد!آپی ٹھیک کہہ رہی ہیں، ہمیں مسلمانوں کو یہ احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ ہم کیاہیں اورہم کیاکررہے ہیں؟" اسد یک دم بولا۔

"لیکن میں اکیلا تو ان کو احساس نہیں دلا سکتانا!" اس نے کچھ ہچکچا کر کہا۔

"تم اکیلے سب کافروں کومسلمان بھی نہیں کرسکتے!" اسدنے فوراً جواب دیا تھا۔وہ چپ ہوگیا۔

"ایک کافرکومسلمان کروگے۔ایک مسلمان کوعالم بنادو۔ایک عالم ہزاروں کو مسلمان کرنے کی صلاحیت رکھتاہے۔" اس نے مسکرا کرکہا اور سعد ایک گہرا سانس لے کرمسکرا دیا۔

"تمہارے امی بابا ان دنوں کتنے پریشان رہے ہیں۔ان کی بھی پریشانی ختم ہو جائے گی۔"

"آپ ہم سے رابطہ رکھیں گی نا!" سعدنے پوچھا تھا۔یعنی وہ جانے کے لیے راضی تھا۔

"ضرور۔کیوں نہیں۔" وہ مسکرائی۔

"ہمارے لیے بھی دعاکیجیے گاکہ ہم اپنے مقصد ہیں کامیاب ہوجائیں۔" اسد نے کہا۔

"تم بھی میرے لیے دعاکرنا، مجھے بھی ایسا عشق رسول صلی علیہ وسلم عطاہو جائے جو میرے لیے جنت میں جانے کا سبب بن سکے۔"

"آمین!" سعد مسکرا دیا پھرپندرہ دن بعد وہ لوگ پاکستان چلے گئے۔وہاں سے انہوں نے اپنا رابطہ نمبر بھیجا تھا۔اس کاقرآن پاک ادھورا تھا۔اسی لیے اس نے اسلامک سینٹر جاناشروع کردیا۔ترجمہ و تفسیر کے ساتھ قرآن پڑھنے کے علاوہ وہ دوسرے مذاہب کو بھی اسٹڈی کرنے لگی اوریہ اس کے لیے انکشافات کادور تھا۔مذہب اسلام کتنا عظیم ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دو سال کیسے گزرے، پتا ہی نہ چلا تھا۔وہ بائیس سال کی ہو گئی تھی۔ایش یعنی مار گریٹ نے اسٹارک سے شادی کرلی تھی۔اسٹارک کی والدہ کی وفات ہوگئی تھی۔

☆☆☆...

"میرا معاہدہ ختم ہونے میں تین ماہ باقی ہیں۔میں سوچ رہا ہوں کہ نیا معاہدہ کرنے کے بجائے ہم پاکستان چلے جائیں۔" پاپا نے کہا تو وہ اور ماما چونک گئیں۔

"تم لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟"

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے، آپ کرن سے پوچھ لیں۔" ماما نے فورا کہا تو پاپا اسے دیکھنے لگے۔

"مجھے اعتراض تو کوئی نہیں ہے لیکن میری ایک شرط ہے۔"

"کیسی شرط؟"

"ہم سعد کے گھر کے قریب گھر لیں گے۔"

"مگر ہمارا گھر وہاں موجود ہے۔" ماما نے کہا تھا۔

"جی مگر تیس سال سے صرف آپ کے بھائی وہاں رہتے ہیں اور مجھے اچھا نہیں لگے گا کہ اب جاکر ہم بھی حق دار بن جائیں۔ان لوگوں کی زندگی کو اپ سیٹ کرنے کی بجائے ہمیں اپنا الگ سیٹ اپ کرنا ہے۔"

"اوکے شہزادی صاحبہ! شرط قبول کی جاتی ہے۔" پاپا نے کہا تو وہ ہنس پڑی۔

"ایسا کرتی ہوں حیدر! میں پہلے چلی جاتی ہوں تاکہ گھر وغیرہ سیٹ کرلوں پھر آپ دونوں آ جانا تو ہمیں کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی۔" ماما نے کہا تھا۔

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے، ہم سیدھے اپنے گھر جائیں گے ورنہ تو کسی اور کے گھر جاکر رہنا پڑتا۔" پھر اس کے بعد ماما نے پورا مہینہ شاپنگ میں گزارا اور پاپا ان کے پاسپورٹ اور ویزے کی تیاری میں مصروف رہے۔ماما کے جانے میں ایک ہفتہ باقی تھا۔ماما کی فلائیٹ کی تاریخ اکتیس اکتوبر تھی۔

☆☆☆...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اوہو۔" باہر برف باری ہو رہی تھی۔وہ اس وقت اسلامک سینٹر سے واپس آ رہی تھی کہ اس کی کار اچانک بند ہوگئی۔اس نے اگلی نشست سے اپنا اوورکوٹ اٹھا کر پہنا۔پچھلی سیٹ سے اپنا گول ہیٹ اٹھا کر سر پر رکھااور اتر کر گاڑی مقفل کردی تھی۔مام کوگئے آج پانچواں دن تھا۔وہاں پہنچنے کے دو گھنٹے بعد مامانے فون کرکے خیریت کی اطلاع دی تھی۔وہ تایاجی کے گھر قیام پزیر تھیں چونکہ ماما اورپاپا آپس میں کزن بھی تھے اس لیے ماما کامیکہ اور سسرال تایا جی کاگھر اکٹھا تھا اورماما نے یہ بھی بتایاتھاکہ سعد اوراسد کاگھر اسی علاقے میں ہے۔سعد اوراسد کافون آیاتھا۔وہ دونوں بے حدخوش تھے کہ اب وہ بھی وہاں آنے والی ہے۔

"معاف کیجیے گا مس! آپ دنیا میں توہیں نا!" یکدم کوئی اس کے سامنے آیاتووہ چونک گئی جبکہ وہ اس سے یہ کہہ کر واپس مڑ چکا تھا۔اس نے پلٹ کر دیکھا وہ اب اپنی کارمیں بیٹھ رہاتھا جوکہ چندقدم کے فاصلے پر تھی۔

"کیا مطلب...میں کوئی سڑک پر تو نہیں چل رہی تھی جو یہ شخص اس طرح مجھے کہہ کر گیا؟" وہ حیرت زدہ کھڑی رہ گئی تبھی اس نے کار اس کے قریب لا کرروکی اور اگلا دروازہ کھول دیا۔"آئیں میں ڈراپ کردوں۔"

"کہاں؟" وہ ہونق ہو کر اس کی شکل دیکھنے لگی۔

"آپ کے گھر۔" حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں کیونکہ وہ اس شخص کوقطعی نہیں جانتی تھی اوروہ یوں محو گفتگو تھاجیسے کافی جان پہچان ہو۔

"میں نے آپ کو ہارن سے متوجہ کرنا چاہا مگرآپ نے نہیں سنا پھرمیں اتر کرآپ کے پیچھے آیا اور سنیے، سنیے کہتارہا پھرمجھے احساس ہواکہ آپ اس دنیا میں نہیں ہیں تومجبوراً مجھے آپ کے آگے آناپڑا۔اب پلیزآئیں۔برف باری میں بھیگ رہی ہیں۔"

"میں آپ کونہیں جانتی تو..."

"میں بھی آپ کونہیں جانتالیکن اتنی شدید برف باری میں آپ پیدل چل رہی ہیں تو میں نے سوچاآپ کو لفٹ دے دی جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہاں اتنے لوگ پیدل چل رہے ہیں۔ان میں سے کسی کو لفٹ دے دیں۔"

"مگر ان کی گاڑی تو خراب نہیں ہوئی ہے۔" وہ اس کی بات پر چونک گئی۔

"اور نہ ہی وہ سب لوگ اس علاقے میں رہتے ہیں جہاں میں رہتا ہوں۔"

"آپ جانسن ٹاؤن میں رہتے ہیں؟"

"بیٹھ جائیں۔باقی باتیں راستے میں ہو جائیں گی۔گاڑی کا دروازہ کھلا ہونے کے باعث بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے۔" اس نے کہا تو وہ گہرا سانس لے کر بیٹھ گئی تھی۔

"میرا نام ایڈولف ایڈگر ہے۔' اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

"میرا نام کرن حیدر ہے اور میں مسلمان ہوں۔لڑکوں سے ہاتھ نہیں ملاتی۔"

"بنیاد پرست ہیں آپ!" اس نے چونک کر اس لڑکے کو دیکھا جو یقیناً پچیس سال کا ہو گا اور اس کا اندازہ کبھی غلط نہیں ہوتا تھا۔اس نے کار اسٹارٹ کر دی تھی۔

"آپ کو بنیاد پرست کا مطلب پتا ہے؟"

"ہاں... بنیاد پرست وہ شخص ہے جو سختی سے کسی بھی مذہب کے اصولوں پر کاربند ہو۔"

"پہلا غیر مسلم دیکھ رہی ہوں جس نے سچ بولا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"شاید آپ جانتے نہیں، بنیاد پرست آج کل مسلم دہشت گرد کو کہا جا رہا ہے حالانکہ دہشت گردی کا شکار مسلمان ہیں لیکن بین الاقوامی میڈیا انہیں بنیاد پرست یعنی دہشت گرد ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

"لیکن میں نہیں سمجھتا دہشت گردی کسی خاص مذہب سے وابستہ ہے، اس میں ہر طرح کے اور ہر مذہب کے لوگ ہیں۔دہشت گرد اسی لیے ہوتے ہیں کہ جب لوگوں کو انصاف نہیں ملتا تو لوگ کیا کریں...؟ وہ اس نظام سے متنفر ہو جاتے ہیں، پھر ہتھیار اٹھا لیتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اور مسلمان اس میں اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔بنیاد پرست ہونے کے لیے صحیح سمت کا تعین ضروری ہے اوراسلام بالکل سیدھا راستہ ہے۔ہمارا رب عزوجل فرماتا ہے۔"

"اے مومنو! اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ اور شیطان کے راستے پر نہ چلو۔وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

"ہمارے مذہب میں یہ بات نہیں ہے کہ جو بات آپ کی من پسند ہو، اسے اپنا لیں یعنی جس پر دل مائل نہ ہو اسے چھوڑ دیا اورایک مسلم بنیاد پرست کبھی دہشت گرد ہو ہی نہیں سکتا۔کیونکہ اسلام دہشت گردی کی شدید مذمت کرتا ہے۔" وہ اسے سنتا رہا۔جواباً کچھ نہ بولا۔اس کا علاقہ شروع ہوا تو اس نے اپنے گھر کی سمت اس کی رہنمائی کی۔

"آپ کو کیسے پتا چلا کہ میں اس علاقہ ہیں رہتی ہوں۔" اس نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"میں جس وقت چہل قدمی کرنے جاتا ہوں، اس وقت بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔زیادہ سے زیادہ چار پانچ لوگ۔"

"فجر کے بعد...؟"

"کس کے بعد...؟" وہ چونکا۔

"یہ ہماری نماز کا وقت ہے، ہم اس لیے جاگتے ہیں اور ان چارپانچ میں بھی سب مسلمان ہوتے ہیں۔کیونکہ فجر کے بعد وہ مسجدوں سے گھر جارہے ہوتے ہیں۔" اس نے تفصیل بتائی۔

"او اچھا!" اس کا گھر آگیا تھا۔اس نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔

"اوکے بائے۔" اس نے اترتے ہوئے کہا تووہ بھی اتر گیا۔اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"پاپا ہوتے تو میں ضرور آپ کو کافی پلاتی مگر اس وقت معذرت چاہتی ہوں۔" اس نے شائستہ الفاظ میں اسے بتایا کہ وہ اسے اندر نہیں بلائے گی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر اس کے باوجود اس نے گاڑی مقفل کردی۔ وہ حیران ہوئی۔ وہ بنا کچھ کہے آگے بڑھا اور اس کے سامنے والے دروازے کی گھنٹی بجا دی۔

"وہ میرا گھر نہیں ہے۔" وہ بے اختیار بولی۔

"یہ میرا گھر ہے۔" وہ مسکرایا تو وہ بے اختیار قریب چلی آئی۔

"مگر یہ تو مسٹر اینڈ مسز انتھونی کا گھر ہے؟"

"وہ میرے آنٹی انکل ہیں۔" اسی لمحے آنٹی سبیکا نے دروازہ کھول دیا۔ وہ اندر داخل ہوگیا۔

"ارے کیرن! کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں۔" وہ مسکرا دی۔

"اندر آئو۔ کہاں برف باری میں بھیگ رہی ہو۔"

"پھر آئوں گی۔"

"نہیں بھئی اندر آئو۔ تمہارے انکل کو پتاچلا کہ تم دروازے سے ہی چلی گئی ہو تو فوراً کہہ دیں گے تم مجھ سے بہت پیار کرتی ہو۔" وہ مسکرا کر اندر آ گئی۔ ان کے آپس میں بہت دیرینہ تعلقات تھے۔ ماما جو بھی چیز پکواتی تھیں۔ ان کے گھر ضرور بھیجتی تھیں اور وہ بھی اکثر سویٹ ڈشیز بنا کر اس کے لیے لے آتی تھیں کیونکہ وہ میٹھا بہت شوق سے کھاتی تھی۔ اندر پہنچ کر اس نے اپنا ہیٹ اتار دیا تھا البتہ اسکارف پہنے رہی کیونکہ وہ گیلا نہیں ہوا تھا۔

"اوورکوٹ اتار کر آتش دان کے آگے بیٹھ جائو۔ میں کافی لاتی ہوں۔"

"ارے آنٹی! نہیں..."

"ہاں آنٹی کو مزے مزے کی ڈشیز بنا کر لا دیتی ہو اور انکل کو کافی سے بھی محروم کر دو۔" انکل آ گئے تھے۔

"میں نے کافی سے محروم کر دیا؟ میں سمجھی نہیں انکل!" وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”بھئی کوئی آتا ہے جبھی ہمیں کافی ملتی ہے۔اب موقع اچھا ہے۔تم آئی ہو تو کافی مل جائے گی مگر تم ہو کہ بغیر کافی پیئے جارہی ہو؟“ وہ مصنوعی خفگی سے بولے تھے۔

”شرم کریں۔جب کہتے ہیں جبھی کافی تیار کرتی ہوں میں آپ کے لیے پھر بھی برائی کرتے ہیں۔“ آنٹی نے گھورا۔

”شکر کریں آپ کی برائی کرتے ہیں۔“ وہ کپڑے بدل کر آ گیا تھا۔

”شکر کروں؟“ انہوں نے حیران ہو کر اسے دیکھا تھا۔

”آپ کی برائی کرتے ہیں تبھی آپ کی بات کرتے ہیں۔سوچیں اگر کسی اور خاتون کی باتیں کرتے تو آپ کو اچھا لگتا۔“ اس کی بات پر انکل کھلکھلا کر ہنسے اور آنٹی مصنوعی خفگی سے دیکھنے لگی تھیں۔

”کیرن! یہ میرا بھانجا ہے۔مگر جب سے آیا ہے انکل کی چمچا گیری کر رہا ہے۔“ وہ اس کی طرف مڑی تھیں۔

”بچہ حق بول رہا ہے تو تمہیں چمچہ گیری لگ رہی ہے؟“ انکل نے کہا تو آنٹی کھڑی ہو گئیں۔وہ بھی مسکرا کر ان کے پیچھے کچن میں آ گئی۔اس کی آنٹی سے بہت بنتی تھی۔اس لیے انکل اس سے اکثر شکوہ کرتے تھے کہ اسے آنٹی بہت عزیز ہیں۔

”پتا ہے کیرن! جب سے ایڈی آیا ہے گھر میں۔جیسے کوئی بہار سی آ گئی ہے۔تمہارے انکل اور میں اس کے آنے سے بہت خوش ہیں۔آفس سے آنے کے بعد سارا وقت ہم لوگوں کے ساتھ گزارتا ہے۔میری بہن بہت خوش نصیب ہے کہ اسے ایڈی جیسی اولاد ملی ہے۔روز یہاں سے جرمنی اپنی ماں باپ کو فون کرتا ہے اور جیمز کو دیکھو اسی شہر میں ہو کر سال سال بھر ملنے نہیں آتا۔“ اپنے بیٹے کے ذکر پر وہ افسردہ ہو گئیں۔

”یہ یہاں کب آئے ہیں آنٹی!“ اسے اس بات کی حیرت تھی کہ ان کے گھر آنے والے مہمان کی کیوں خبر نہ ہوئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پرسوں رات کو آیا ہے حالانکہ اس شہر میں پچھلے دو ماہ سے ہے۔اصل میں یہ ایک کمپنی میں جاب کرتا ہے۔جرمنی سے ان لوگوں نے اسے یہاں بھیجا ہے۔ یہاں ایک فلیٹ میں رہ رہا تھا۔لیکن اسے عادت نہیں ہے نا فلیٹوں میں رہنے کی تو اکتا گیا۔پھر یہاں آیا تو اس کا دل لگ گیا۔ہم لوگوں نے بھی اسے روک لیا۔کل جا کر اپنا سامان لے آیا۔اب جب تک اس شہر میں ہے ہمارے ساتھ رہے گا۔" انہوں نے تفصیل بتائی پھر کافی پی کر وہ گھر آ گئی تھی۔ایک ہفتہ بعد ماما کا فون آیا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ایک گھر پسند کر لیا ہے اور دو ایک دن میں ادائیگی کر دیں گی۔اس کی بھی تایا جی سے بات ہوئی۔ماما تو ان سب کی بہت تعریف کر رہی تھیں۔

...☆☆☆...

"گھر اتنی جلدی مل گیا؟" صبح اس نے پاپا کو بتایا تو وہ حیران ہوئے۔

"کہہ رہی تھیں کہ طلحہ کی کوششوں سے تایا جی کے علاقے میں ہی گھر مل گیا ہے۔" تایا جی کے تین بچے تھے۔رابیل، طلحہ اور ماہا۔رابیل کی شادی ہو گئی

تھی۔پھوپو کے بھی تین بچے تھے۔دو بیٹے اور ایک بیٹی۔ماما ہر دوسرے دن فون کر کے گھر کی سیٹنگ کے متعلق اطلاع کرتی رہتی تھیں۔سب لوگوں کی بھی بے حد تعریف ہوتی لیکن سب سے زیادہ ذکر جس کا تھا وہ "طلحہ نیازی" تھا۔اس کے تایا جی کا بیٹا۔ماما اس کی بے حد تعریف کرتی تھیں۔پاپا کے ساتھ اس نے بھی اپنی پیکنگ شروع کر دی تھی۔پاپا نے اس گھر کو بیچنے کے لیے ایجنسی بروکر سے کہہ دیا تھا۔اس روز وہ اسلامک سینٹر سے گھر آ رہی تھی کہ اسٹارک سے سامنا ہو گیا۔

"کیسی ہو؟" اس نے اس کا راستہ روکا۔اس نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔وہ برابر سے نکل کر آگے بڑھنے لگی۔

"اے مسلم سنو! تمہاری مسلم کمیونٹی سے ایک عورت نے اپنے شوہر سے طلاق لے کر ایک عیسائی سے شادی کر لی ہے۔" وہ چونک کر پلٹی تھی۔"مان لو یار کہ عیسائیت سچا مذہب ہے جبھی تو لوگ اس میں داخل ہو رہے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ پتا نہیں کیا ہوتا جا رہا تھا مسلمانوں کو۔ اسٹارک مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا اور وہ گھر کی سیڑھیوں پر ہی بیٹھ گئی۔

"ایسا وہ مسلمان کرتے ہیں جو اپنے دین سے قطعی بے بہرہ ہوتے ہیں اور نام اسلام کا بدنام ہو رہا تھا۔ اچھا ہے ماما پاپا نے یہاں سے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا ہے، مسلمان ممالک میں کچھ بھی ہو مگر ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

"معاف کیجیے گا مس! آپ دنیا میں تو ہیں نا!" اس نے چونک کر سر اٹھایا، کوئی شرارت سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"ویسے آپ کیا سوچ رہی تھیں؟" وہ نیچے والی سیڑھی پر بیٹھ گیا تھا۔

"کچھ بھی نہیں۔"

"نہیں بتانا تو الگ بات ہے لیکن آپ کسی کو سوچ رہی تھیں اور جسے سوچ رہی تھیں۔ اسے پسند نہیں کرتی ہیں۔"

"آپ کو کیسے پتا چلا؟" وہ حیران ہوئی۔

"کیونکہ آپ کے چہرے پر بے حد سختی کے تاثرات تھے۔ یقیناً کسی پر شدید غصہ آ رہا ہے۔" وہ چپ رہی۔

"ایسے شخص کو زیادہ مت سوچا کریں جسے آپ پسند نہیں کرتی ہیں کیوں کہ اسے زیادہ سوچنے سے آپ اس سے نفرت کرنے لگیں گی اور نفرت ایک خطرناک بیماری ہے۔" وہ رکا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس وقت اس کا کچھ بھی بولنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ وہ اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ وہ گھر میں جب تک گھس نہ گئی۔

دوسرے دن صبح وہ فجر کے وقت چہل قدمی کے لیے آئی۔ ماما کے بعد وہ تین بار ہی چہل قدمی کے لیے آ سکی تھی۔ اب وہ اکثر شام کے وقت آتی تھی۔ موبائل فون کی بپ پر وہ یک دم چونکی، اسکرین پر "سعد کالنگ" دیکھ کر اس کے لب مسکرا دیے۔

"السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔" سعد نے فوراً کہا۔

"وعلیکم السلام رحمۃ و برکاتہ، و مغفرۃ اللہ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”ماشاء اللہ۔“ سعد نے کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔وہ سمجھ گئی تھی کہ سلام میں ایک لفظ زیادہ کہنے پر سعد نے ماشاء اللہ کہا ہے۔”کیسی ہیں آپ!“

”بالکل ٹھیک اورتم سناؤ۔“

”میں بھی ٹھیک ہوں۔آپ یقیناً ٹہل رہی ہیں۔“

”تمہیں کیسے پتا چلا؟“ وہ مسکرائی۔

”امریکا کی ٹھنڈی ٹھنڈی صبح کی خوشبو آرہی ہے۔“ اس نے کچھ اس انداز سے کہا کہ وہ ہنس پڑی۔”کب آرہی ہیں آپ؟“

”ان شاء اللہ بہت جلد۔“ اس نے جواب دیا پھر دوچار باتیں کرنے کے بعد سعد نے فون بند کر دیالیکن اس سے بات کرکے اس کا موڈ بہت خوشگوار ہو گیا تھا۔

”ہائے۔چہل قدمی ہورہی ہے؟“

”افوہ، یہ آپ اچانک کیسے نمودار ہو جاتے ہیں؟“ وہ ڈر ہی تو گئی تھی۔

”محترمہ! آپ کو ہی اردگرد سے بے خبر رہنے کی عادت ہے۔میں گھر سے آپ کے پیچھے تھا۔ویسے اس وقت کس سوچ میں تھیں آپ؟“

”جسے سوچ رہی تھی اسے ناپسند نہیں کرتی۔“ وہ یک دم بولی۔ہنس دیا۔

”اسے سوچا جائے جسے ہم پسند کرتے ہیں تو ہمیں اس سے محبت ہو جاتی ہے۔“

”میں اس منطق کو نہیں مانتی۔ہم بہت سی چیزیں پسند کرتے ہیں۔مثلاً کپڑے، کھانے، گھر کی دیگر چیزیں مگر ان سے محبت نہیں کرتے۔“ اس نے منہ بنایا تھا۔

”محترمہ! میں نے سوچنے کی پابندی بھی عائد کی ہے۔ان تمام چیزوں کو آپ سوچتی نہیں ہوں گی۔“ وہ مسکرایا۔

”میں پھر بھی اس بات کو نہیں مانتی۔“

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں نے زبردستی تو نہیں کی آپ پر کہ میں جو چیز مانتا ہوں آپ بھی اسے مانیں۔" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ "آپ لوگ اپنا گھر کیوں بیچ رہے ہیں؟"

"آپ کو کس نے بتایا؟" وہ چونک گئی۔

"میں نے اسٹیٹ بروکر سے رابطہ کیا تھا ایک گھر کے لیے، اس نے مجھے آپ کے ہی گھر کے متعلق بتا دیا۔"

"ہم لوگ پاکستان منتقل ہو رہے ہیں تو بس اسی وجہ سے گھر بیچ رہے ہیں، ماما تو چلی بھی گئی ہیں، اگلے مہینے ہم بھی چلے جائیں گے۔"

"چلیں پھر میں وہی گھر خرید لیتا ہوں، آنٹی انکل کے پاس بھی ہو جائیں گے ماما پاپا۔" وہ اپنے آپ سے ہی بولا تھا۔

"آپ کے ماما پاپا بھی یہاں آ رہے ہیں؟" وہ چونک گئی۔

"ہاں میرے پاپا ریٹائر ہونے والے ہیں۔ جیسے آپ کا آبائی وطن پاکستان ہے، ایسے ہی ہمارا آبائی وطن امریکا ہے۔ سارے عزیز یہیں ہیں تو ماما پاپا کا یہیں سیٹل ہونے کا ارادہ ہے۔" اس نے مسکرا کر بتایا۔ وہ بھی مسکرا دی۔

"آپ کیوں نہیں گئیں اپنی ماما کے ساتھ...؟" کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔ اب ان دونوں نے واپسی کا سفر شروع کر دیا تھا۔

"میرے کچھ کورسز باقی ہیں۔ اس مہینے کے آخر میں وہ ختم ہو جائیں گے پھر اگلے ماہ میں پاپا کے ساتھ چلی جاؤں گی۔" وہ محض سر ہلا کر رہ گیا تھا۔ اسی رات ماما کا فون آیا۔

"حیدر! ماہا کا ایک رشتہ آیا ہے۔ بات سمجھیں طے ہو گئی ہے۔"

"چلو بھائی بھابی کو میری طرف سے مبارک باد دینا۔"

"لیکن وہ آپ سے صرف مبارک باد نہیں چاہتے ہیں۔"

"پھر کیا چاہتے ہیں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کرن۔"

"کرن؟" وہ چونک گئے کیونکہ وہ سمجھے تھے کہ جہیز کی کوئی چیز چاہیے ہو گی۔

"جی ہاں! اصل میں سب لوگ بھابی کے پیچھے پڑ گئے تھے کہ اب وہ طلحٰہ کے لیے بھی رشتہ تلاش کرلیں تو انہوں نے کہا کہ لڑکی انہوں نے دیکھ لی ہے پھر وہ یک دم میری طرف مڑیں اور کہنے لگیں کہ سارہ میں کرن کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہوں۔میں تو حیران رہ گئی۔حیدر مجھے طلحٰہ بہت بہت پسند ہے مگر میں نے اس طرح اس کے متعلق نہیں سوچا تھاپر مجھے خوشی ہو رہی ہے۔یہ رشتہ طے ہو جائے تو میری خوش نصیبی ہو گی۔طلحٰہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ بے حد حساس اور خیال رکھنے والا۔میری کرن بہت خوش قسمت ہے حیدر کہ پہلا رشتہ آیا تو وہ بھی ایسے لڑکے کا۔" وہ بے حد خوش تھیں۔

"لیکن انہوں نے کرن کو دیکھا ہی نہیں..."

"دیکھا کیسے نہیںہے، میں اتنی ساری تصویریں لائی ہوںاس کی اور آپ کی۔"

"مگر بنا ملے، بنا جانے آپ سے چند باتیں سن کر ہی انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔"

"ارے نہیں حیدر! انہیں کرن کے بارے میں چند باتیں میں نے نہیں سعد اور اسد نے بتائی ہیں خاص کر میرے یہاں آنے سے پہلے ہونے والا واقعہ، بس اسے سن کر ہی بھابی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انہیں اپنی بہو کی صورت میں ایسی ہی لڑکی چاہیے جو ان کی نسل کو سچا مسلمان بنا دے۔حیدر پلیز مان جائیں۔طلحٰہ بہت اچھا لڑکا ہے۔"

"چلیں مان جاتاہوں لیکن کرن...؟"

"کیا مطلب...؟" وہ چونکیں۔

"ممکن ہے اس نے اس حوالے سے کچھ سوچ رکھا ہو، اسے کوئی پسند ہو۔" انہوں نے کہا تو وہ چپ سی ہو گئیں۔

"آپ اسے بلائیں، میں بات کرتی ہوں۔" چند لمحوں بعد انہوں نے کہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہیں بیٹھی ہے سامنے میرے اور آپ کی آواز سن رہی ہے۔" پاپا نے کہہ کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"السّلام علیکم ماما!" اس نے مسکراتے ہوئے سلام کیا۔

"وعلیکم السّلام کیسی ہو جان!"

"ٹھیک ہوں۔آپ کیسی ہیں؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں، اب تم مجھے بتاؤ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے، تم کسی کو پسند تو نہیں کرتی ہو؟"

"آپ نے طلحہٰ صاحب کی اتنی تعریفیں کردی ہیں اور آپ کی اتنی خوشی دیکھ کر اگر کوئی اعتراض تھا تو وہ بھی ختم ہو چکا ہے اور دوسری بات کسی کو پسند کرنے کی تو ماما جی ہیں کسی کو پسند نہیں کرتی۔بڑی مصروف زندگی گزار رہی ہوں، ان سب کے لیے وقت نہیں ملتا۔" وہ شرارت سے بولی تھی۔پاپا مسکرا دیے۔

"اعتراض کیا تھا؟" وہ اپنی مکمل تسلی کر لینا چاہتی تھیں۔

"اعتراض تو کوئی نہیں بس فی الحال شادی کا ارادہ نہیں ہے،وہاں آ کر میں ایک اسکول کھولنا چاہتی ہوں جہاں بچوں کو دینی اوردنیاوی دونوں تعلیم اس طرح دی جائیں کہ ان کے لیے دنیا پر ہمیشہ دین بھاری رہے۔ان کے اندر جذبہ پیدا کرنا ہے کہ دنیا چھوڑ دینی ہے لیکن دین نہیں۔"

"یہ سب ہوتا رہے گا، سب تمہاراساتھ دیں گے تم فکر نہ کرو۔طلحہٰ بہت اچھا ہے۔" وہ مسکرا دی تھیں۔پاپا نے اسے بغور دیکھا۔اس کے چہرے پر بھرپور خوشی تھی۔انہوں نے بے اختیار اس کے لیے دعا کی تھی کہ اس کی یہ خوشی ہمیشہ قائم رہے۔ماما نے فون بند کیاتووہ اپنے کمرے میں آ گئی۔آدھے گھنٹے بعد اس کا سیل بجا تو وہ چونک گئی۔کوئی نیا نمبر اسکرین پر نمایاں ہو رہا تھا

"یس، کون؟" وہ نئے نمبر پر کبھی سلام نہیں کیا کرتے تھی خصوصاً اس کے غیر مسلم دوست وغیرہ بھی فون کردیتے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"السلام علیکم کہنے کا رواج نہیں ہے آپ کے یہاں ؟" دوسری طرف سے ایک چہکتی ہوئی آواز تھی۔وہ طلحٰہ کی آواز بخوبی پہچان گئی کہ اس سے پہلے بھی ماما نے ایک دوبار سب کے ساتھ اس سے بھی بات کروائی تھی۔

"وعلیکم السّلام! کیسے ہیں آپ اور یہ کس نمبر سے فون کر رہے ہیں؟" وہ حیران ہوئی تھی۔

"آپ کے گھر کے نمبر سے... ابھی چچی کے ساتھ یہاں آیا ہوں تو انہوں نے بتایا کہ آپ جناب نے ہمیں قبول کرلیاہے۔" طلحٰہ کا لہجہ شریر تھا۔

"اف،ماما بھی نا!" وہ جھینپ گئی۔

"خیر ماما نے یہ نہیں کہا ہوگا۔انہوں نے آپ کو بتایا ہوگا کہ فی الحال میری بیٹی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے۔تمہاری شکل دیکھ کر بدل جائے تو الگ بات ہے۔" اگلے پل اس نے اپنی ازلی خوداعتمادی سے جواب دیا اور طلحٰہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اس بارے میں مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔اس چہرے پر تو ہزاروں مرتی ہیں۔" وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔وہ بے اختیار مسکرائی۔

"اف اللہ، آپ اتنے ڈراؤنے ہیں کہ لوگ جان سے گزر جاتے ہیں؟"

"بہت خوب گزرے گی جب مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔" طلحٰہ پھر ہنس پڑا تھا۔

"جناب! میں ہرگز دیوانی نہیں ہوں۔" وہ بھی ہنس دی۔

"بے فکر رہیں، ہمارا چہرہ دیکھتے ہی دیوانی ہو جائیں گی۔"

"دعویٰ کررہے ہیں، سوچ سمجھ کر کریں۔اللہ عزوجل کو غرور پسند نہیں ہے۔" اس نے اپنی ہنسی روکی۔

"اف عالمہ جی! بہت شکریہ... لیکن یقین کریں میں غرور نہیں کررہا تھا۔" وہ بوکھلا گیا تووہ ہنستی چلی گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چلیں آپ توبہ کریں، میں سو رہی ہوں کیونکہ وہاں تو دن ہوگا۔یہاں رات ہو رہی ہے۔اللہ حافظ۔" اس نے کہہ کر فون بند کردیا۔اس کی کچھ تیاری رہتی تھی۔وہ اس دن شاپنگ پر آگئی تو آنٹی سبیکا نے اس سے کچھ چیزیں منگوائی تھیں۔

"آنٹی اور انکل اتنا تیز مرچ مسالہ نہیں کھاتے۔یہ یقینا ایڈی کھاتا ہوگا۔" اس نے اپنے شاپنگ بیگز میں سے ان کی چیزیں الگ کرتے ہوئے سوچا۔اس نے ان کے گھر کی بیل پر ہاتھ رکھا تھا کہ دروازہ کھل گیااور کھولنے والا ایڈی تھا۔

"ارے، ابھی میں آپ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔" اسے دیکھتے ہی اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"آپ مجھے ناپسند تو نہیں کرتی ہیں نا!" اس نے فوراً پوچھا۔

"اُفوہ، آپ کی یہ منطق... آپ اپنے پاس ہی رکھیں۔" اس نے تھیلے اسے تھمائے۔

"کیا ہے محترمہ یہ!" اس نے تھیلے کے اندر جھانکا۔

"آنٹی نے آپ کی پسند کی ڈشز کے لیے کچھ سامان منگوایا ہے۔"

"مجھے پتا ہے کہ آنٹی نے ہی منگوایا ہوگا۔آپ کو الہام تھوڑی ہوا ہے میری پسندناپسند کا... پھر بھی شکریہ۔"

"کس بات کے لیے؟" وہ حیران ہوئی۔

"میرے بارے میں سوچنے کے لیے۔" وہ شرارت سے کہتا ہوا اندر مڑ گیاتھا اوروہ اس کی پشت کوگھورتی رہ گئی۔اب اس نے پیکنگ کا کام شروع کر دیا تھا۔ان کی سیٹ بک ہو چکی تھی۔پندرہ جنوری کو اور آج اکیس دسمبر تھا۔

...☆☆☆...

"ارے آپ کو جوڈو آتے ہیں؟" وہ پارک میں پہنچی تو اسے چھوٹے بچوں کے ساتھ جوڈو کراٹے کرتے دیکھ کر حیران رہ گئی۔وہ اسے دیکھ کر قریب آگیاتھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جبکہ بچوں کو اس کی آمد ناگوار گزری تھی کیوں کہ وہ اپنے من پسند کھیل سے محروم ہو گئے تھے۔

”بس یونہی ہاتھ پاؤں چلا لیتاہوں۔“ وہ اسی بینچ پر بیٹھ گیاتھا۔

”کافی اچھے چلا لیتے ہیں۔“ وہ مسکرا دی۔

”لیکن آپ کی تو کافی دھوم ہے۔“ اس کی مسکراہٹ یکدم غائب ہو ئی۔وہ چونک گئی تھی۔

”پیٹر کا گردہ نکالنا پڑاہے حالانکہ آپ نے اسے صرف ایک پنچ ہی مارا تھا۔“ اس نے لب بھینچ لیے۔”موڈ خراب مت کریں، میں آپ کی تعریف کر رہاہوں۔“ وہ مسکرایا۔

”پیٹر نے اسے اتنا مارا تھا۔وہ تو اللہ کی مدد شامل حال رہی کہ اسے کچھ نہ ہوا کیونکہ پیٹر نے اسے حضورصلی علیہ وسلم کی محبت میں مارا تھا اور مسلمانوں کوہمیشہ اللہ کی مدد ملتی رہے گی اور ہم آپ جیسے لوگوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔“

”لیکن آج ہر شخص جانتا ہے کہ طاقت اور مرتبہ کس کے پاس ہے۔ مسلمانوں کے پاس یا غیر مسلموں کے پاس۔ایک امریکا ہی اتنا طاقت ور ہے کہ شاید تمام دنیا کے اسلامی ممالک اس کے آگے زیرو ہیں۔پھر یورپی ممالک بھی اسی طرح ترقی پر ہیں اور پھر ایشیا میں بھی وہ ملک ترقی پر ہیں جہاں غیر مسلم ہیں مثلاً چین، جاپان وغیرہ، پھر آپ کس طرح کہہ سکتی ہیں کہ اللہ کی مدد آپ کو مل رہی ہے؟“ وہ گویا بحث پر اترا تھا۔

”میں اس لیے کہہ رہی ہوںکہ یہ میرا ربّ عزوجل کہہ رہا ہے۔قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔“

”وہی ہے جس نے اپنے رسو ل صلی علیہ وسلم کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین برامانیں۔“

ربّ عزوجل نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ دین اسلام کو تمام مذہبوں پر غالب کرے گا توآپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔دین اسلام ہر مذہب پر غالب ہے۔“ وہ چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دنیاوی اعتبار سے مسلمان دوسری قوموں سے پیچھے معلوم ہوتے ہیں۔دولت، عزت ، طاقت اورعلم میں اور قومیں ان سے آگے بڑھ گئی ہیں مگر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ دینی غلبہ اب بھی مسلمانوں کے پاس ہے۔مسجد اور چرچ کامقابلہ کرو تو مسجد روزانہ پانچ بار آباد ہوتی ہے اور چرچ ہفتے میں ایک باریعنی اتوارکو۔قرآن کی قرأت زبر زیر پیش ایک ایک کلمہ محفوظ مگر انجیل و توریت دنیاسے غائب ہو چکی ہیں۔جو بائیبل آپ پڑھتے ہیں اصل انجیل نہیں ہے۔قرآن پاک کے حافظ ہر شہر میں، اگر ایک جلسہ میں کوئی شخص ایک یہ ایت کا ایک زبر بھی غلط پڑھ دے تو لوگ فوراً اس کو پکڑتے ہیں مگردوسری کتابوں کا کوئی حافظ نہیں۔حضورصلی علیہ وسلم کی سوانح عمری اسلام میں موجود ہے کہ ساری عمر شریف کی ہر حالت، گھر کی اور باہر کی زندگی، اٹھنا بیٹھنا،چلنا پھرنا ہنسنارونا، کلام فرمانا یہاں تک کہ سارے جسم پاک کاحلیہ مبارک کہ ڈاڑھی مبارک میں کتنے بال سفید تھے۔ایسی کسی مذہب کے پیشوا کی نہیں۔حدیث کیاہے۔حضورصلی علیہ وسلم کی سوانح عمری ہے،کسی بھی بادشاہ کسی بھی شاندار آدمی کی ایسی سوانح عمری نہیں لکھی گئی۔گائے بکری مسلمان

کھاتے ہیں اور خنزیر عیسائی یہودی تمام قومیں کھاتی ہیں مگرجو برکت حلال گوشت میں ہے وہ خنزیر میں نہیں، بیت المقدس عیسائیوں اور یہودیوں کا قبلہ ہے اور کعبہ معظمہ صرف مسلمانوں کاقبلہ ہے مگر حج کعبہ ہی کاہوتا ہے نہ کہ بیت المقدس کا، جس قدر دھوم دھام اس کی ہے۔بیت المقدس کی نہیں۔پھر بیت المقدس بنانے والے جنات، بنوانے والے حضرت سلمان علیہ السّلام، کعبہ تعمیر فرمانے والے خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام، امداد دینے والے ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السّلام، اس کو آباد فرمانے والے میرے نبی پاکصلی علیہ وسلم۔بیت المقدس میں ہزار ہا انبیاء کرام آرام فرمارہے ہیں مگر مدینہ منورہ میں صرف سیدالانبیاء حضورصلی علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔مدینہ منورہ میں جس قدر زائرین جاتے ہیں بیت المقدس میں اس کا دسواں حصہ بھی نہیں۔غرض یہ کہ ہرطرح کی دینی و دنیاوی عزت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کوہی دی ہے۔مالدار ہونا یا نہ ہونا، بادشاہ ہونایا نہ ہونا اس پر عزت کادارومدار نہیں، یہ تو چلتی پھرتی چاندنی ہے۔اسلام نے جو حکم دیا ہے وہ نہایت ہی عمدہ ہے۔دینی غلبہ مسلمانوں کوحاصل ہے یہ اور بات ہے کہ مسلمان اپنی بدعملی کی وجہ سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دنیا میں ذلیل و خوار ہو جائیں یا دولت مند نہ رہیں تو اس میں قصور ہمارا ہے نہ کہ اسلام کا؟ اللہ عزوجل ہمیں توفیق دے کہ ہم اسلام کی رسی کو مضبوط پکڑیں اور میرا ربّ تعالیٰ قرآن میں ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے۔“

”اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول صلی علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔“ وہ بنا پلکیں جھپکے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ کافی دیر تک کچھ نہ بول سکا۔کچھ دیر بعد وہ کھڑی ہوگئی اور پھر وہ اسے نہیں ملا تھا۔ چھ سات دن تک اس نے اسے پارک میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

...☆☆☆...

”کیسی ہیں آپ!“ وہ نماز کے بعد گھر سے نکلی تھی جب سامنے والے گھر سے نکلتے ایڈولف ایڈگر نے رک کر اسے دیکھا۔وہ بنا کوئی جواب دیے آگے بڑھ گئی تھی۔

”کرن! میں آپ سے بات کرنا چاہتاہوں بلکہ کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔“ وہ تیز قدموں سے اس کا ہم قدم ہوا تھا اس نے نظر گھما کر اسے دیکھا تھا۔آج وہ

اسے بہت دنوں بعد دیکھ رہی تھے۔اس کا چہرہ بہت اترا اترا سا لگ رہا تھا۔شیو بھی شاید چار پانچ دن سے نہیں کی تھی۔وہ کچھ نہ بولی۔وہ بھی چپ چاپ اس کے ساتھ چلتارہا۔پھر وہ دونوں پارک میں آ گئے تھے۔پارک بالکل خالی تھا۔وہ ایک بینچ پر بیٹھ گیا اور اب اس کے بیٹھنے کا منتظر تھا۔وہ آہستہ آہستہ سے آگے بڑھ کر بینچ کی دوسری جانب بیٹھ گئی تھی۔پر وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہوا تھا۔شاید کوئی سوال اس کے ذہن میں تھا لیکن یک لخت وہ چونک گئی کیونکہ چرچ کا چھوٹا دروازہ کھول کر اسٹارک جو بے حد مگن انداز میں آ رہا تھا اسے دیکھ کر چونک گیا۔

”کیسی ہو؟“ وہ قریب آگیا تھا ایک نظرایڈولف پر ڈالی جو کہ آنکھیں موندے بینچ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھاتھا۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی کیوں کہ وہ اس شخص کے قطعی منہ نہیں لگناچاہتی تھی۔مگر وہ اسے چڑانے پر درپے تھا۔”تمہارا دین کہتا ہے یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ پھر کیوں تم ہم سے دوستی کرتے ہو،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں پسند کرتے ہو ہمارے جیسا بننا چاہتے ہو؟ سچے مسلم ہو تو دور رہو ہم سے..."

" تو یہ قصور ہمارا ہے تم ہمارے نبی صلی علیہ وسلم کے بارے میں کیوں گستاخیاں کرتے ہو؟" اس کا دل بھر آیا تھا ایڈولف نے اپنے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔

"ہم کیا کر رہے ہیں گستاخیاں...تمہارے مسلمان ہی ہمارے لیے خوشی کا سامان کرتے رہے ہیں۔وہ سلمان رشدی وہ تو مصدقہ طور پر مسلم ہی ہے اس نے تو انتہا کر دی ..." وہ یقیناً گستاخانہ کلمات کہنے جا رہا تھا

مگر اس ملعون کا نام آتے ہی اس کے تن بدن میں کھولن شروع ہو گئی تھی۔

" میرے نبی پاک صلی علیہ وسلم کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا تو وہ تمہاری زندگی کا آخری لفظ ہو گا!" اس سے اچھی طرح واقف ہونے کے باوجود وہ اس کی دھمکی اور اشتعال کو خاطر میں نہ لایا تھا

" تم لوگوں میں یہی بیماری ہے سچائی سنتے ہی آگ لگ جاتی ہے تمہیں، بہر حال یہ میں نے نہیں کہا ایک مسلمان نے کہا ہے جسے ہمارے عظیم برطانیہ نے تحفظ فراہم کر دیا ہے کیونکہ تمہارے علماء نے اسے واجب القتل قرار دے دیا ہے، پتا نہیں کیوں تم لوگ اتنے تنگ نظر ہو، اپنے خلاف بولنے والے کا سر کچل ڈالتے ہو۔" اس نے لبوں کو بھینچ کر اذیت ناک سچ کو برداشت کیا تھا کہ نبی صلی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کوئی اور نہیں ایک مسلم تھا۔

"تم جانتے ہو ان کے دین کے بارے میں..." وہ لا تعلق کھڑے ایڈولف کی طرف پلٹا تھا۔

"بس کرو یار! تمہیں حق نہیں ہے کسی کے بھی مذہب کی توہین کرنے کا..." وہ خود اس سارے معاملے میں اچھا محسوس نہیں کر رہا تھا مگر خاموش تھا۔

"سوائے مذہب اسلام کے کیونکہ ان کے متعلق ہمیں ہر حق ہے۔" اس کی مسکراہٹ کہہ رہی تھی کہ کس قدر عداوت تھی اس کے دل میں، کتنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نفرت کرتا تھا وہ دین اسلام سے۔"ان کا دین..." وہ اس کی طرف گھوما اور پھر تیزی سے پیچھے ہٹا تھا مگر اس کے باوجود وہ اس کی ہتھیلی کے وار سے خود کو نہ بچا سکا۔پیٹ پر پڑنے والے اس ہاتھ نے اس کا یقیناً اندرونی حصہ پھاڑ دیا ہو گا۔وہ پیٹ کے بل دہرا ہوا تھا۔وہ کوئی عام ہاتھ نہیں تھا۔مارشل آرٹ کے چیف نے اس کے لیے کہا تھا کہ دس افراد مل کر بھی اس ایک پر قابو نہیں پا سکتے۔وہ بلیک بیلٹ تھی۔مارشل آرٹ کنگ فو یہ سب سیکھنے میں اس نے اپنی عمر گزاری تھی۔اس کی صرف ایک لات کھا کر پیٹر کا گردہ اسی لیے بے کار ہوا تھا کہ وہ عام لڑکی نہیں تھی مارشل آرٹ میں بے حد مہارت حاصل تھی اسے۔

"میرے دین اور میرے نبی صلی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کے اب تم قابل رہو گے ہی نہیں" اگلے ہی پل اس کے سینے پر پاؤں مارتے ہوئے اس نے اسے پشت کے بل زمین چاٹنے پر مجبور کیا تھا اور اسٹارک کی

چیخ سے ارد گرد کا حصہ گونج گیا، اس نے اپنے پاؤں سے اس کی گردن کو مسل ڈالا تھا۔

"پلیز چھوڑو اسے، مر جائے گا وہ۔" ایڈولف تیزی سے آگے بڑھا تھا۔

"جینے کا کوئی حق نہیں میرے نبی صلی علیہ وسلم کے گستاخ کو..." اس نے اسے پیچھے دھکیلا تھا۔

"ارے نہیں" اگلے ہی پل ایڈولف نے اسے پوری طاقت سے دھکیلا تھا اور اسے زمین بوس ہونا پڑا۔چرچ سے نکلنے والے دوڑتے ہوئے ان تک آئے تھے اور تحیر سے اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں کیونکہ اب ایڈولف اسٹارک کو مار رہا تھا۔سیکیورٹی گارڈ جوزف تھا اس کے پیچھے فادر اور دو اور بھی تھے۔

"مجھے جرمن سمجھ کر اتنا دھمکا رہے تھے ناتم! اب کسی قابل ہی نہیں رہوگے۔" اس نے اس کے نرخرے پر اپنا پاؤں رکھا تھا۔ان سب نے اسے دھکا دے کر ہٹایا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس کی حالت بہت خراب ہے فادر!" فادر کے پیچھے کھڑے ولیم نے آگے بڑھ کر اسٹارک کو دیکھا تھا۔

"اسے لے جائو۔" فادر کے کہنے پر وہ تینوں اسٹارک کو اٹھا کر لے گئے۔وہ لب بھینچے دیکھتا رہا۔اگر اسٹارک بچ جاتا تو کرن کے لیے بہت بڑا مسئلہ کھڑا ہو سکتا تھا۔جبکہ وہ یک بہ یک یوں منظر کی تبدیلی پر متحیر تھی۔

"ایڈولف! تم اسٹارک کے دوست ہونا۔" فادر نے اسے بغور دیکھا۔

"اس نے میرے ساتھ جوا کھیلا تھا۔وہ ہار گیا تھا اور میری رقم کے لیے مجھے مسلسل ٹال رہا تھا۔"

"وہ دھوکے باز نہیں ہے۔" فادر نے کرن کو دیکھا تھا۔

"اس نے میرے ساتھ دھوکا کیا تھا اور آج مجھے دھمکی بھی دے رہا تھا۔"

"جہاں تک میں تمہیں جانتا ہوں تم اتنے غصے والے ہرگز نہیں ہو۔" ان کی نظریں کرن پر جم گئی تھیں جو دم بخود ایڈولف کو دیکھ رہی تھی۔

"فادر! جلدی آئیں۔اسٹارک کی حالت تشویش ناک ہے۔اسے ہاسپٹل لے جانا ہوگا۔" جوزف دوڑتا ہوا ان تک آیا تھا۔

"اگر اسٹارک کو کچھ ہوا تو ہم لوگ تمہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔" فادر اسے کہتے ہوئے پلٹ گئے تھے تب وہ کرن کی طرف پلٹا تھا۔وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا پولیس کار کا سائرن بجنے لگا۔وہ دونوں ہی چونکے تھے۔ولیم فادر اور جوزف کے ساتھ آنے والا چوتھا شخص پولیس کے ساتھ تھا۔امریکا کی پولیس ثابت کر چکی تھی کہ اس کی سروس کتنی تیز ہے، وہ روڈ پر گشت کرنے والی پولیس کار تھی۔

"سر یہ ہے اسٹارک کا قاتل۔" وہ دونوں چونک گئے۔

"میں نے اسے قتل نہیں کیا ہے ابھی...! ہم دونوں کا صرف جھگڑا ہوا ہے۔" اس نے آگے والے شخص کو گھورا تھا۔

"اسٹارک مر چکا ہے۔" فادر کی آواز پر وہ دونوں مڑے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ایڈولف! میں یقین سے کہہ سکتا ہوں تمہارا اور اسٹارک کا کوئی جھگڑا نہیں ہوسکتا۔میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ تم کیوں جھوٹ بول رہے ہو؟"

"میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔آپ خود سوچیں۔"

"تم کسی اور کو بچانے کی کوشش کررہے ہو۔" ان کے کہنے پر کرن نے نظر اٹھا کر فادر کو دیکھا۔

"آپ سمجھ رہے ہیں کہ میں اس لڑکی کو بچانے کی کوشش کررہا ہوں جسے میں جانتا ہی نہیں ہوں۔یہ لڑکی اسٹارک کی دوست ہے اور میں اس کے علاوہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"گرفتار کرو اسے، یہ ہمارے اتنے پیارے اور ہونہار اسکالر کا قاتل ہے۔" وہ چوتھا شخص بولا تھا اور پولیس ایڈولف کی جانب بڑھی تھی۔

"رک جائیں۔" کرن نے یک دم کہا تھا اور سارے چونک گئے لیکن اگلے پل وہ خود ہی دنگ رہ گئی جب ایڈوولف نے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔وہ اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔

"تمہارے ربّ کی قسم تمہیں! کچھ بھی مت کہنا۔" اس کی سرگوشی نے اسے ساکت کردیا تھا۔

"اگر کسی نے مجھے ہاتھ لگایا تو میں اس لڑکی کو مار دوں گا۔" اس نے اس کے گلے پر دباؤ ڈالا۔

"آہ!" کرن کے حلق سے بے اختیار سسکی نکلی تھی۔

"دیکھو تم اپنے آپ کو قانون کے حوالے کردو۔اگر اس طرح ہم سے بھاگو گے تو تمہیں سخت سزا دی جائے گی۔تم بچ نہیں سکتے۔" پولیس آفیسر نے کہا تھا۔

"آفیسر! میرا ارادہ اس کے قتل کا ہرگز نہیں تھا۔وہ مجھے جوئے کی رقم ادا نہیں کررہا تھا بس اسی بات پر ہمارا جھگڑا ہوگیا چونکہ میں بلیک بیلٹ ہوں اس لیے وہ میری مار برداشت نہ کرسکا۔" اس نے کرن کو چھوڑ کر دونوں ہاتھ ان کے آگے کردیے تھے۔

"ٹھیک ہے۔تم آئو ہمارے ساتھ، ہم پوری تحقیقات کریں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آفیسر! اسے سخت سزا دی جائے کیونکہ ہمارے عظیم عیسائی اسکالر کا قاتل ہے۔" فادر نے غصہ سے کہا تھا انہیں پورا یقین تھااس نے اسٹارک کو نہیں مارا۔پولیس اسے لے گئی تھی اور کرن سے واپسی مشکل ہوگئی۔آفیسر نے اس سے کہا تھا کہ وہ اس کا بیان لیں گے۔وہ کیا کہتی، اسے جو کہنا تھااس کے لیے تو وہ اسے ربّ تعالیٰ کی قسم دے چکا تھا۔وہ اسے یہاں بھی بچا گیا تھا۔

"یہ لڑکی اس وقت آئی جب ہم لڑ رہے تھے۔اس نے اسٹارک کو بچانا چاہا تھا لیکن میں نے اسے دھکیل کر زمین بوس ہوجانے پر مجبور کردیا۔اسی وقت فادر وغیرہ آگئے۔کرن کے لب تو خاموش تھے مگر اندر ایک طوفان سا مچا ہوا تھا۔گھر تک پہنچتے پہنچتے اس کی برداشت کی حد ختم ہوئی۔اپنے دروازے کے آگے بیٹھ کر وہ سسک اٹھی تھی۔پھر کافی دیر گزر جانے کے بعد پاپا کو وہ بے ہوشی کی حالت میں ملی تھی۔تب تک یہ بات پھیل گئی تھی کہ اسٹارک کی موت ہوگئی ہے۔ایش بری طرح روپیٹ رہی تھی۔سبیکا آنٹی بے حد پریشان تھیں کیونکہ اس کا قتل کسی اور نے نہیں، ان کے بھانجے نے

کیا تھا۔رات تک جب اسے ہوش آیا تھا، ایڈولف کے ماں باپ جرمنی سے آ چکے تھے۔وہ اپنے بیٹے کو سرپرائز دینے کے لیے اچانک آئے تھے لیکن یہاں ان کے اپنے لیے ایک بری خبر موجود تھی۔تیسرے دن اس کی طبیعت سنبھلی تو وہ سبیکا آنٹی کے گھر آئی تھی۔ابھی وہ لائونج کے دروازے پر تھی کہ اندر سے ایک آواز پر ٹھٹک کر رہ گئی۔

"سبیکا! مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ایڈی ایسا کیسے کر سکتاہے؟ یقین کرو اس نے کبھی جوا نہیں کھیلا۔شراب تک نہیں پیتا میرا بیٹا پھر کسی کوجوئے کے لیے کیسے قتل کرسکتا ہے؟ نہیں... میرے بیٹے نے یہ نہیں کیا۔" اس کے لب بھینچے تھے، وہ وہاں سے تیزی سے پلٹی تھی اور سیدھی پولیس ہیڈ کوارٹر آئی۔

"مجھے ایڈولف ایڈگر سے ملنا ہے۔" اس نے کہا تھا اورچند لمحوں بعد اسے ایک کمرہ میں بٹھایا گیا جہاں ایڈولف ایڈگر موجود تھا۔

"تم مجھے بتا سکتے ہوکہ تم نے..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"شش!" اس نے انگلی لبوں پر رکھ کر اسے کچھ بولنے سے روکا اور نظر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔وہ چند لمحے اسے لب بھینچے دیکھتی رہی کیونکہ دروازہ پر لگا کیمرہ وہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی۔

"تم... تم جانتے نہیں ہو تمہارے ماں باپ کتنے پریشان ہیں۔تمہاری ماما بہت رو رہی ہیں۔"

"تمہاری پاکستان کی فلائٹ کب کی ہے؟" اس نے اس کی بات کاٹ دی۔

"پرسوں۔"

"تم سبیکا آنٹی کے گھر سے مجھے چیک بک لا دینا۔میں تمہارے گھر کی ادائیگی کر دوں گا۔تم گھر کی چابی ماما کو دے دینا۔بس میرا یہ کام کردو پاکستان جانے سے پہلے۔" وہ اسے چند لمحے دیکھتی رہی پھر بے اختیار رو پڑی۔روتے ہوئے وہ وہاں سے اٹھ کر آگئی تھی۔اس نے چیک بک نہیں لاکر دی۔کوئی رقم وصول نہیں کی۔چابی سبیکا آنٹی کے حوالے کرکے وہ پاکستان چلی آئی۔

"یہ گھر ایڈولف نے پاپا سے خرید لیا تھا۔" اس نے سبیکا آنٹی سے کہا تھا کہ اس کے ماما پاپا کا سامنا کرنے کا اس میں حوصلہ ہی نہ ہوا تھا۔

"پاپا! یہ گھر مت بیچیں، میرے بچپن وجوانی کی ہر یاد اس گھر سے جڑی ہے۔اگر پاکستان میں میرا دل نہ لگا تو میں واپس آ جاؤں گی۔پاپا! یہ گھر مت بیچیں، اس کی چابی ہم سبیکا آنٹی کو دے دیں گے وہ دیکھ بھال کرتی رہیں گی۔" یہ اس کی زندگی کا پہلا جھوٹ تھا جو اس نے پاپا سے بولا تھا۔اور پاپا نے اس کی بات مان لی۔

...☆☆☆...

"کرن کہاں ہے؟" پاپا کو دیکھ کر ماما چونک گئیں، ان کے ساتھ تایا جی، ماہا اور سعد اسد تھے۔پاپا تایا جی کے گلے لگ گئے۔

"ہمارا شیر کسٹم سے اپنا سامان لے رہا ہے۔" پاپا نے کہا تو ماما ، اسد، سعد مسکرا دیے۔چند لمحے بعد وہ سامان کے ساتھ ان کے سامنے تھی۔اسے دیکھ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماما اسد اور سعد ساکت رہ گئے۔اس نے سلام کیا تھا۔آواز اتنی ہلکی تھی کہ صرف ہونٹ ہلتے دکھائی دیے تھے۔وہ ہلدی رنگ کی ہورہی تھی جیسے کسی نے اس کا خون نچوڑ لیا ہو۔

"تم بیمار ہوگیا؟" ماما نے پریشان ہو کردونوں ہاتھوں سے اس کے چہرے کو تھاما۔اس نے بے اختیار نظر اٹھائی۔ماما کودیکھ کر اس کاجی بھر آیا۔جی چاہا ماما کو سب کچھ بتا دے۔ انہیں بتائے کہ اس کے ساتھ کیا ہوگیا اوراس کی آنکھوں کی نمی دیکھ کر اسد سعد بھی ماما کی طرح پریشان ہوگئے۔

"کیا ہوا آپی! آپ ٹھیک توہیں نا!" سعد نے ایک قدم اس کی طرف بڑھایا تو اس کا خود پر سے اختیار ہی ختم ہوگیا۔وہ بے اختیار ماما کے کندھے سے لگ کررو دی۔

"کرن! کیاہوا بیٹا!"

"آپ کو اتنے دنوں بعد دیکھا ہے تو دل بھرآیا۔پریشان مت ہوں آپ!" پاپا نے کہا اورپھر وہ لوگ ائر پورٹ سے باہر نکل آئے۔ماما کار ڈرائیو کررہی

تھیں۔تایا جی اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے جبکہ ماما پاپاکے ساتھ وہ پیچھے بیٹھ گئی۔اسد اورسعد بائیک پر تھے۔

"السّلام علیکم!" گھر پر ان کے استقبال کے لیے بہت سارے لوگ تھے۔ پھوپو، تائی، خالہ، ماموں وغیرہ، وہ ان سب رشتوں سے ملنے کے لیے بے قرار تھی لیکن اس لمحے اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہاتھا۔اس کا جی چاہ رہا تھا کہ اسے اس وقت تنہائی میسر آئے اور وہ اس شخص کوسوچے۔

"کیوں کیا اس نے ایسا...؟"

جسے جانتا تک نہ تھا اس کے لیے جان داؤ پر لگا دی۔اس کے لیے مرنے کو تیار تھا۔اسٹارک کوئی معمولی شخص نہ تھا۔وہ ایک اسکالر تھا۔اس کے قاتل کو سخت سے سخت سزا ملنی تھی اور اس کی سزا کو وہ اپنا مقدر بنا چکا تھا لیکن کیوں...!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کرن بیٹا۔" ماما کی آواز پر وہ چونک سی گئی تھی۔وہ یہاں اتنے مجمع میں بھی اسے سوچ رہی تھی۔وہ سب اس سے باتیں کررہے تھے لیکن وہ کچھ نہیں سن رہی تھی۔

"بیٹا! آپ کی تائی نے آپ سے دوتین بار تازہ دم ہو کرآنے کے لیے کہا ہے۔" پاپا نے کہا تووہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آئیں میں آپ کو آپ کاکمرا دکھا دوں۔" ماما اس کے قریب ہی کھڑی تھی۔

"آپ ٹھیک تو ہیں نا کرن!" اس کی کئی بار امریکا سے ماما سے گفتگو ہوچکی تھی۔ماما اس کی عادت سے واقف تھی کہ وہ بہت زندہ دل لڑکی ہے پھر اچانک وہ اتنی سنجیدہ کہ وہ آس پاس سے بھی بے نیاز ہوگئی۔پاپا نے ان لوگوں کو بتایا تھا کہ اس کے ایک دوست کی وفات ہو گئی ہے۔

"لگتاہے کافی اہم دوست تھا کرن کا۔" پھوپو کی بیٹی نرمل نے ماما سے کہاتھا۔

وہ کمرے میں آکر واش روم کی طرف جانے کی بجائے بیڈ پر لیٹ گئی تھی۔

ماما نے ایک نظر اس پر ڈالی۔

"کرن! میں آپ کے کپڑے نکال دیتی ہوں۔آپ فریش ہوکرآ جائیں پھر کھانا کھاکر لیٹ جایئے گا۔" ماما نے کہاتووہ اٹھ کھڑی ہوئی۔اسے یہ سب کرناتھا۔اسے تنہائی ابھی مل ہی نہیں سکتی تھی۔فریش ہوکر وہ کافی بہتر محسوس کرنے لگی تھی۔کھانے کی میز پراس کاسامنا طلحہ سے ہوا۔

"السلام علیکم! کیسی ہیں آپ اورسفر کیسا رہا۔ہمارا یعنی اپنا پاکستان کیسا لگا؟" وہ بس خاموشی سے اسے دیکھتی رہی تھی۔

"ابھی انہوں نے پاکستان دیکھا ہی کب ہے۔" ماما نے کہا تھا وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی تھی۔

"چلیں پھر کل سے آپ کو اپنا پاکستان دکھانا شروع کردیتے ہیں۔"

"ان سے توپوچھو!" تائی نے مسکرا کراپنے بچوں کودیکھا۔اس نے سرجھکا کر کھانا شروع کردیا تھا۔ابھی سب کھا ہی رہے تھے کہ وہ کھڑی ہوگئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ماما! مجھے بہت تھکن ہو رہی ہے۔میں جا کر سو جاؤں؟" ماما نے اسے غور سے دیکھا تھا۔آنکھوں کے گرد حلقے پڑ گئے تھے اور اس کی آنکھوں میں وہ مسلسل نمی دیکھ رہی تھیں۔

"جاؤ!" انہوں نے اسے کہا تھا۔وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی اور رات کو تقریباً بارہ بجے جب وہ سب لوگ سو گئے تو اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے انہوں نے یوں ہی اس کے کمرے میں جھانکا تھا۔کمرا مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔واپس پلٹتے ہوئے انہیں کچھ عجیب سا احساس ہوا تو انہوں نے اندر آ کر لائٹ آن کی اور دھک سے رہ گئیں۔وہ جو تقریباً پونے دس بجے ہی کمرے میں آ گئی تھی۔اب تک سوئی نہیں تھی۔حتیٰ کہ وہ بیڈ پر بھی نہ آئی تھی کیونکہ ایک شکن تک نہ تھی چادر پر۔انہوں نے نظریں گھما کر اسے ادھر ادھر دیکھا۔وہ کمپیوٹر ٹیبل پر بیٹھی تھی۔وہ قریب چلی آئیں۔اس کے گالوں پر آنسوؤں کی لکیریں تھیں۔اس کی آنکھیں بند تھیں اس کا سر کی بورڈ پر تھا۔لائٹ جلنے پر بھی اس نے حرکت نہ کی تھی۔وہ وہیں سو گئی تھی۔

"کرن!" اس نے آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا اور پھر سیدھی ہو گئی۔

"بیڈ پر آ جاؤ۔" انہوں نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا تھا۔وہ ایک گہرا سانس لے کر اٹھ گئی تھی۔انہوں نے خاموشی سے اسے بیڈ پر جاتے دیکھا اور باہر نکل آئیں۔ واپسی پر ان کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا۔

"کرن آپ کو پتا ہے ہم آپ سے کتنا پیار کرتے ہیں؟" وہ واش روم سے وضو کر کے نکلی تو انہیں دوبارہ دیکھ کر چونکی پھر آہستہ سے ان کے ہاتھ سے دودھ کا گلاس لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔تب وہ اس کے برابر میں بیٹھ کر بولیں۔"ہم آپ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر کتنی تکلیف محسوس کر رہے ہیں آپ کو نہیں پتا!" اس نے بنا کچھ کہے دودھ کا گلاس آہستہ سے لبوں سے لگا لیا۔

"اسٹارک کی موت کا سن کر مجھے بھی بے حد افسوس ہوا لیکن مجھے اندازہ نہ تھا کہ وہ آپ کے لیے اس قدر اہم ہو گا کہ آپ کے لیے ہم سب یوں غیر اہم ہو جائیں گے۔دیکھو بیٹا! زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔تین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دن بعد تو کسی کا بھی غم منانے کی اجازت نہیں ہے پھر اسے تو گیارہ دن ہو چکے ہیں اور پچیس اکتوبر کے بعد تو وہ میرے بھی ناپسندیدہ لوگوں میں شامل ہو گیا تھا اور آپ سے تو پہلے بھی اس کے کئی جھگڑے ہوئے تھے۔اس کی موت پر آپ کی اس قدر افسردگی... حقیقتاً میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔" اس نے دودھ کا گلاس خالی کر دیا اور لیٹ گئی۔ماما واپس پلٹ گئیں۔

"کاش ماما! میں آپ کو بتا سکتی یہ افسردگی کیوں ہے۔اسٹارک کی موت پر مجھے کوئی دکھ نہیں ہے۔اسے مرنا تھا۔میرے نبی صلی علیہ وسلم کے گستاخ کو جینے کا حق بھی نہیں ہے۔مجھے تو اس شخص نے پاگل کر دیا ہے جسے میں ٹھیک طرح سے جانتی تک نہیں ہوں۔جو سزا مجھے ملنی تھی وہ کیوں اس نے اپنے نام کر لی، جو لوگ آپ کی جان ہوں ان کے لیے جان دینا بڑی بات نہیں ہوتی لیکن ہم جنہیں جانتے تک نہ ہوں ان کے لیے کچھ کرنا وہ بھی حد سے گزر کر کرنا... اس نے ایسا کیوں کیا۔میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔"

صبح تک اس نے خود کو بہت حد تک سنبھال لیا تھا۔ماما نے ناشتے پر اسد سعد کو مدعو کیا تھا یا وہ خود ہی چلے آئے تھے۔اسے نہیں پتا تھا۔بہرحال وہ دونوں اپنی ماما کے ساتھ موجود تھے اور اس وقت وہ سب کچن میں تھے جب وہ اتر کر آئی۔

"آیئے شہزادی صاحبہ! کراچی آتے ہی دیر سے اٹھنے کی عادت ڈال لی؟" سعد نے اسے دیکھتے ہی کہا تھا۔وہ افسردگی سے مسکرائی تھی تو وہ اس کے قریب چلا آیا۔

"مت مسکرائیں آپ، جب تک مسکرانے کا دل نہ چاہے کیونکہ اس طرح مسکرانے کی کوشش کرتی ہوئی آپ اور دل دکھا رہی ہیں ہمارا۔" اس کے لب بھینچ گئے تھے۔

"میں آپ کی خوشیوں کے لیے بہت دعائیں کرتا ہوں اور آپ کو پتا ہے نا نیک بندوں کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔" اس نے کچھ شرارت سے مسکرا کر کہا۔وہ اسے دیکھتی رہی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"انکل نے بتایا کہ اسٹارک کی موت کے بعد آپ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی اور بقول ان کے کہ آپ جب سے مسلسل رو رہی ہیں۔" ایک لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ بولا تو اس نے اپنی نظریں جھکا لیں۔ "میں نہیں مانتا کہ اسٹارک کی موت کا آپ کو کوئی غم ہے۔ وجہ یقیناً کچھ اور ہے۔" اس نے فوراً نظر اٹھا کر اسے دیکھا اس پل اس کا جی چاہا کہ وہ سعد کو وجہ بتائے۔ وہ سعد کو بتا دے کہ میرے اپنے نبی پاک صلی علیہ وسلم سے محبت کی سزا کسی اور کو مل گئی ہے یا اس نے خود ہی اپنے سر لے لی ہے۔"

"سعد وہ...اسٹارک... اسے..." وہ رک گئی، اسے اپنی گردن پر کوئی دباؤ محسوس ہوا تھا۔ وہ چونک گئی۔ وہ مضبوط ہاتھ اس کے گلے میں آ کر اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔

"تمہارے ربّ کی قسم تمہیں! ایک لفظ مت کہنا۔" وہ سرگوشی کہیں قریب ہی ہوئی تھی۔ اس کے لب آپس میں مل گئے۔

"آپی! کیا ہوا؟" سعد نے اسے پکارا۔ سعد کا چہرہ دھندلانے لگا تھا۔ اس کی آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔ اس نے واپس نظر جھکا لی اور سعد یہ تو جان گیا تھا کہ اسے ااسٹارک کی موت کا غم نہیں ہے۔ وجہ کوئی اور ہے۔

"وجہ کیا ہو سکتی ہے؟" وہ الجھ گیا۔ پھر ناشتے کے دوران اور بعد میں بھی اس نے ادھر ادھر کی ڈھیر ساری باتوں سے اسے بہلا لیا تھا۔ وہ بول تو نہ رہی تھی لیکن سن رہی تھی۔ یہ بھی کافی تھا۔ دوپہر میں ان کے تایا جی کے گھر دعوت تھی۔ وہ سب ان کے یہاں آ گئے۔ سعد کی ماما چلی گئی تھیں۔ البتہ وہ دونوں ساتھ تھے۔ کل رات کی نسبت وہ اس وقت کچھ بہتر تھی۔ حالانکہ چپ تھی لیکن جواباً ہوں ہاں کر رہی تھی۔ پھر اس کے بعد تو دعوتوں کا ایک سلسلہ سا شروع ہو گیا۔ آج یہاں دعوت ہے کل وہاں۔ اس کی نمازیں کتنی لمبی ہو گئی تھیں اس کا اندازہ ماما کو ان دعوتوں کے دوران ہی ہو گیا۔ نماز کے بعد وہ کافی دیر تک دعائیں مانگتی رہتی تھی اور دعا کے دوران اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔ وہ بمشکل اپنے آنسوؤں کو روک پاتی تھی۔ اس کے لفظوں پر جیسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی بند لگ گیا تھا، وہ بول تک نہ پائی تھی اور اس کی ہنسی کو تو جیسے نظر ہی لگ گئی تھی۔وہ کوشش کے باوجود مسکرا نہ پاتی تھی۔

''کیوں کیا اس نے ایسا؟'' یہ سوچ اتنی حاوی تھی کہ باوجود کوشش کے وہ اس الجھن سے باہر نہیں آرہی تھی۔ماہا اور طلحٰہ سے اس کی دوستی ہوگئی تھی حالانکہ وہ اول روز کی طرح اپنی اداسی کے دائرے میں مقید تھی، ان دونوں کی ہی کوشش سے وہ ان کے قریب ہوئی تھی یا پھر وہ اس کے قریب ہوگئے تھے۔

...☆☆☆...

''عمرے کے لیے چلیں؟'' رات کھانے پر اچانک پاپا نے کہا تو وہ چونک گئی۔ یکدم اسے یاد آیا کہ اس نے یہ خواہش کب کی تھی۔ایک دن پارک میں اس نے ایڈولف سے کہا تھا کہ ''پاکستان جاتے ہی وہ پاپا ماما کے ساتھ عمرے کے لیے جائے گی۔اب پاکستان آئے بھی اسے دو ماہ ہوگئے تھے اور اب تک یہ دھیان بھی نہ آیا تھا۔

''حرم پاک میں ہر دعا قبول ہوتی ہے۔اگر میں وہاں اس کے لیے دعا کروں گی تو ضرور قبول ہوگی۔'' اس نے سوچا۔

''میرے مالک! میں وہاں اس حال میں آنا چاہتی ہوں کہ دل میں فقط تیری اور تیرے نبی صلی علیہ وسلم کی یاد ہو اور لب پر صرف کلمہ شریف۔نہ کسی کی یاد نہ کسی کا خیال میرے مولا! میری اس دعا کو قبول فرمالے۔'' اس رات تہجد میں اس نے بے حد روتے ہوئے دعا مانگی تھی۔صبح پاپا نے اپنے اس ارادے کا اظہار تایا جی سے بھی کردیا تو وہ لوگ بھی جانے کے لیے تیار ہوگئے لیکن پھر ماہا کے سسرال والے تاریخ لینے آگئے تو تایا جی نے فیصلہ بدل لیا، وہ چاہتے تھے کہ اب پہلے ماہا کی رخصتی کر دی جائے۔ان کی روانگی سے پندرہ دن پہلے ماہا کی شادی کی تاریخ طے کردی گئی۔ماہا کی شادی کی تیاریوں کے دوران تایا جی اور تائی اس کا رشتہ لے آئے تھے۔ماما پاپا کو تو پہلے بھی اعتراض نہ تھا لیکن ان دنوں وہ اتنی چپ تھی کہ ماما نے ایک بار پھر اس سے پوچھ لینا مناسب سمجھا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہیں کوئی اعتراض...؟" انہوں نے پوچھا۔اس نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔

"تم خوش ہو؟" اور اس بار وہ سر بھی نہ ہلا سکی کیونکہ اسے پتا تھاوہ خوش نہیں ہے، اسے یہ بھی پتاتھا کہ وہ کبھی خوش نہیں ہو سکتی تھی لیکن اسے یہ حق نہیں تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کی خوشی چھین لیتی۔وہ جانتی تھی کہ اس رشتہ سے وہ سب لوگ بہت خوش تھے۔

"آپ ہاں کردیں، زندگی میں کچھ نیا پن آئے گا تو آپی بہل جائیں گی۔" سعد نے سنا تو فوراً مشورہ دیا اور انہوں نے مان لیا۔یوں اس کی منگنی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ماہا کی مہندی والے دن اس کی منگنی کا بھی فنکشن تھا۔تائی اس کے لیے شرارہ سوٹ لائی تھیں۔وہ دیکھتے ہی متوحش ہوگئی۔

"تائی! میں نے ایسے کپڑے کبھی نہیں پہنے ہیں، آپ ماما سے پوچھ لیں۔" اس کے انداز میں اتنی معصومیت تھی کہ وہ سب مسکرا دیے۔

"اس سے پہلے کبھی آپ دلہن بھی تونہیں بنی تھیں۔" ماہا نے اسے چھیڑا تھا۔ اس نے سرجھکا لیااوروہ سب ہنس دیے تھے۔

"بھابی! کرن کے لیے انگوٹھی تو آپ نے دکھائی ہی نہیں؟" اچانک پھوپو نے کہاتھا۔

"وہ طلحہٰ خود لائے گا۔" وہ مسکرا دیں پھرماہا کی مہندی والے دن اسے پارلر سے دلہن کی طرح تیار کروایا گیا تھا۔وہ پہلی بار اتنا تیارہوئی تھی تو خود بھی متحیر سی اپنی آپ کو دیکھے گئی۔پھر تائی نے اسے انگوٹھی پہنائی تھی اور ماما نے طلحہٰ کو... پھر کچھ تصویریں وغیرہ کھنچوانے کے بعد وہ دونوں اسٹیج سے اترگئے۔

اب ماہا کو مہندی کی رسم کے لیے لے کر آنا تھا۔

"ماما! میں چینج کرکے آتی ہوں۔" وہ لوگ اس وقت تایا جی کے گھر تھے۔

"کچھ دیر رکو، اتنی پیاری لگ رہی ہو۔" انہوں نے اسے پیار کیا تھا۔

"ماما پلیز! مجھے الجھن ہو رہی ہے۔" وہ بے بسی سے بولی تھی۔

"اچھاجاؤ، جلدی آنا۔" انہوں نے کہا تووہ باہر کی طرف آگئی۔دروازے پر اسے طلحہٰ مل گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بہت پیاری لگ رہی ہو!" طلحہ محویت سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کے اندر ایک عجیب سی اداسی نے ڈیرا ڈالا تھا۔

"انگوٹھی پسند آئی...؟ دراصل یہ میری پسند نہیں ہے۔میرا ایک دوست ہے احمد۔اس نے پسند کی ہے یا یہ سمجھ لو کہ اس انگوٹھی نے اسے میرا دوست بنادیا ہے۔میں نے اسے مدعو کیا ہے۔وہ ابھی آتا ہوگا۔اسی کے انتظار میں تویہاں کھڑا ہوں۔" یہ سب باتیں اس کے لیے معنی نہیں رکھتی تھیں مگر وہ چندلمحے اسے اپنے سامنے روکنے کی خواہش میں بولے جا رہاتھا۔

"طلحہ! تم یہاں کھڑے ہو اور وہاں ماہا کا دوپٹا پکڑنے کے لیے تمہیں ڈھونڈا جارہاہے۔" اس کے ماموں کے بیٹے نے اسے آواز دی۔

"آؤ کرن! ماہا کودوپٹا پکڑ کرلاتے ہیں۔" وہ اندر کی طرف بڑھتے ہوئے بولا تھا۔

"میں کچھ دیر میں آتی ہوں۔" وہ باہر نکل آئی تھی۔

"معاف کیجیے گا طلحہ نیازی کاگھر یہی ہے۔" اس نے اپنے گھر کی طرف رخ کیا ہی تھا کہ پیچھے سے آواز آئی۔اسے سو واٹ کاکرنٹ لگاتھا۔اس شخص کو اس نے اتنا سوچا تھا۔اتنا یاد تھا کہ اس کی آواز کی گونج ہر لمحہ اس کے ساتھ تھی۔وہ ہزاروں میں بھی اس آواز کوشناخت کرسکتی تھی۔اس نے آہستہ سے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

"ان سے کہیں،احمدآیاہے۔" شستہ انگریزی میں سیکیورٹی گارڈ سے کہہ رہا تھا اوروہ ساکت رہ گئی۔وہ چہرہ نئے نام کے ساتھ اس کے سامنے تھا۔

"ایڈی!" اس کی آواز اس کے اپنے کانوں تک بھی نہ پہنچ سکی تھی۔

"کرن بیٹا! دیکھیں،تو یہ انگلش بابو کیا کہہ رہے ہیں۔ہماری سمجھ ہیں نہیں آ رہاہے۔" چوکیدار بابا بوڑھے تھے اور انگلش سے قطعی نابلد بھی۔وہ چونک کر پلٹا تھا اورپھر ساکت رہ گیا۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے، میری سوچوں نے اب روپ دھارناشروع کردیا ہے شاید!" وہ دھیرے سے کہتی پلٹ گئی تھی۔گھرتک کا فاصلہ اس نے تیز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قدموں کے ساتھ طے کیا تھا اور گھر سے باہر بنی بینچ پر بیٹھ گئی۔تب وہ آہستہ سے اس کے برابر میں آ بیٹھا۔وہ دونوں چپ چاپ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے حالانکہ دونوں کو ہی ایک دوسرے سے بہت کچھ کہنا تھا۔

''کیوں کیا آپ نے ایسا!'' تین ماہ یں اس نے اس سوال کے جواب کو بہت تلاش کیا تھا۔

''میرے ماما پاپا یہودی ہیں، وہ جتنے مذہب سے قریب، میں اتنا ہی دور۔یہ نہیں تھا کہ مجھے اس کی تعلیمات کا بھی علم نہیں تھا۔مسئلہ یہ تھا کہ میں اس سے مطمئن نہیں تھا۔ان دنوں میں جرمنی کی ایک فرم میں نوکری کر رہا تھا۔ تبھی میری ملاقات اسٹارک سے ہوئی۔بطور عیسائی مبلغ... اور یہودیت کے مقابل عیسائیت میں اس نے مجھے بہت سی سچائیاں دکھانے کی کوشش کی تھی۔اگرچہ میں فوراً ہی مطمئن نہیں ہوا تھا مگر پھر بھی مجھے کچھ سکون ملا تھا لیکن عیسائیت کے اجتماعات میں شرکت کرنے سے مجھے ایک الجھن ہوتی تھی کہ ہر مذہب صرف اسلام کے خلاف کیوں ہے۔ہر مبلغ اسلام سے کیوں عداوت

رکھتا ہے۔میڈیا صرف مسلمانوں کو کیوں برا کہتا ہے۔میرا ارادہ اسلام پر تحقیق کا کبھی نہ ہوا تھا بس ایک الجھن تھی جس کا ذکر میں نے اسٹارک سے کیا تھا۔ کیونکہ میرا ٹرانسفر امریکا ہو گیا تھا اور اب میں اسٹارک کے بہت قریب تھا۔ وہ اکثر مجھے مذہبی اجتماعات میں لے جاتا تھا۔''

''یہ مذہبی لوگ مذہب اسلام کی اتنی برائی کیوں کرتے ہیں؟'' اک روز یں نے اس سے پوچھا۔

''وہ لوگ برائی کب کرتے ہیں، حقیقت بیان کرتے ہیں۔'' اسٹارک نے مجھے گھور کر دیکھا۔

''لیکن یہ حقیقتیں صرف مذہب اسلام کے بارے میں ہی کیوں ہوتی ہیں؟''

''کیونکہ یہ لوگ ڈنڈے کے زور پر اپنا دین پھیلا رہے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے معصوم افراد گمراہ نہ ہو سکیں۔تم میڈیا پر دیکھو کتنے ہی باشعور لوگ ہمارے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔خود میری بیوی مارگریٹ بھی پہلے مسلم تھی۔''

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اچھا!" میں حیران ہوا۔میں اس کی بیوی سے کئی بار ملا تھا۔اس نے مجھے یہ تو بتایا تھا کہ جب سے اس نے یہ دین قبول کیاہے وہ پرسکون رہتی ہے اور اسٹارک کے ساتھ خوش ہے لیکن مجھے یہ نہیں پتا تھا کہ وہ مسلم تھی۔پھر اس کے بعد اسٹارک نے مجھے بتایا کہ اس کے گھر کے قریب ایک اجتماع ہو رہا ہے چرچ میں اور میں بھی اس میں شرکت کروں۔مجھے یقینا عیسائیت کی بہت سی خوشخبریاں سننے کو ملیں گی۔سو میں آگیا تھا۔وہ پچیس اکتوبر کادن تھا اوربہت بڑااجتماع تھا۔اس میں ہرمذہب کے لوگ تھے۔میرے برابر والی کرسی پر ایک لڑکی بیٹھی تھی جس نے فر والا اوور کوٹ پہنا ہوا تھا اور سر پر اسکارف لیاہوا تھا۔عیسیٰ علیہ السّلام کے لیے نعتیں پڑھی جارہی تھیں۔میوزک بج رہا تھا۔لوگوں کے چہروں پر بے پناہ عقیدت تھی سوائے اس کے چہرے کے، وہ قطعی اس روحانی ماحول سے متاثر نہ تھی۔پھر اسٹارک نے اپنا بیان شروع کیا۔تقریباً بیس منٹ اس نے عیسیٰ علیہ السّلام کاذکرکیا۔وہ جب جب عیسیٰ علیہ السّلام کو خداکابیٹا کہا تو میں نے اس لڑکی کے لبوں کو بھینچتے دیکھا تھا۔پھر وہ دین اسلام کاذکرکرنے لگا۔وہ خود اس دین سے عداوت رکھتا تھا اور

سب کو اس دین سے نفرت کا درس دے رہاتھا۔" وہ خلا میں نظریں جمائے وہ منظر یاد کر رہاتھا۔ان دونوں کی پشت طلحٰہ کے گھر کی طرف تھی۔"میں کرن حیدر کی برابر والی سیٹ پر بیٹھا ایک بے چینی و بے قراری کواپنی نس نس میں رچا ہوا پا رہاتھا۔مگر وہ اپنی ماما کے ساتھ ہال سے باہر نکل گئی تھی۔ میں اسے روکنا چاہتا تھا مذہب اسلام کا صحیح تشخص جاننا چاہتا تھا۔کیا تھااسلام، لوگ کیوں اس سے اتنے بدگمان تھے، کیوں... مجھے محسوس ہواتھا کہ میں جس دین کی تلاش میں ہوں وہ مذہب اسلام ہے۔میں ابھی اس لڑکی سے سب کچھ پوچھ لینا چاہتاتھا۔پھر میں کرن کی غیر موجودگی میں اس کے پاپا سے ملنے جاتارہا۔میں اسلام کواسٹڈی کرنے لگا تھا اورکرن کے پاپا میری رہنمائی کرتے تھے۔مجھے لگتا کہ جیسے میرے اندر روشنی پھیلتی جا رہی ہے۔میں جو گمراہ تھا بلکہ کفارمیں شامل تھا۔جانے ربّ کو میری کون سی نیکی بھاگئی تھی کہ اس نے مجھے درست راہ پرلگادیا اوریہ سب اس لڑکی کے سبب تھا جس کی آنکھوں میں میں نے ایمان کی روشنی دیکھی تھی اور جس کی باتوں میں دین حق کی سچائی تھی۔میں کرن سے اس لیے نہیں ملتا تھا کہ اسٹارک مجھ پر گہری نظر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رکھتا تھا۔میں نہیں چاہتا تھا کہ جب میں اسلام قبول کروں تو اسٹارک اور کرن مزید دشمن بن جائیں۔میرا دل اسلام کی حقانیت کو پہچان چکا تھا۔اب اسلام کے اور میرے بیچ صرف ایک دیوار تھی اور وہ دیوار تھی میری ماں باپ سے محبت۔میں اپنے والدین سے اتنی محبت کرتا تھا کہ انہیں چھوڑنے کے خیال سے بھی ہچکچا رہا تھا۔لیکن مجھے انہیں چھوڑنا تھا۔مجھے پتا تھا کہ میرے والدین کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔

"انکل میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔" اس روز میں نے کرن کے پاپا سے کہا، وہ بہت خوش ہوئے۔اب مجھے تیاری کرنی تھی کہ مجھے کیا کیا چھوڑنا ہے۔ مجھے اپنے ماں باپ چھوڑنے تھے۔مجھے اپنی جاب اور گھر چھوڑنا تھا۔مذہب اسلام قبول کرنے کے بعد میرے پاس کچھ نہ بچتا لیکن جو مل رہا تھا اس کے لیے ہی تو دنیا بنی تھی۔"

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

"مجھے خوشی تھی اللہ عزوجل نے جن صلی علیہ وسلم کے لیے دنیا بنائی ہے اب وہ میرے نبی صلی علیہ وسلم ہونے والے ہیں۔یہ ایک خوش کن احساس تھا اور میں خوش بھی تھا لیکن یہ محبت اتنی شدید تو شاید نہ تھی کہ میں اسٹارک کے قتل کا الزام ہی اپنے سر لے لیتا۔چونکہ کیس یہ تھا کہ اسٹارک جوئے کی رقم ادا نہیں کر رہا تھا اس لیے ایڈولف نے اسے صرف مارا۔قتل کا ارادہ نہ تھا۔میری جرمن کمپنی نے میرے لیے کیس لڑا اور میرا پچھلا ریکارڈ بالکل بے داغ تھا جبکہ اسٹارک پہلے سے جوا اور شراب اور دیگر برائیوں میں ملوث پایا گیا تھا۔اسی لیے مجھے آزاد کر دیا گیا اور یہودی ہونے کی بناء پر میں جیت گیا اور اس کے ڈیڑھ ماہ بعد میں نے مسلم ہونے کا اعلان کر دیا۔اس سے پہلے ہی میں کمپنی سے مستعفی ہو گیا اور ایسی کمپنی میں جاب شروع کی کہ میں پاکستان آ گیا۔جب میں نے یہ سب کیا تھا تو مجھے نہیں پتا تھا کہ میں یہ سب کیوں کر رہا ہوں۔میں اگر متاثر ہوا بھی تھا تو اسلام سے ہوا تھا۔اس لڑکی سے نہیں، پھر اس لڑکی کے لیے میں یہ سب کیوں کر رہا ہوں۔حقیقت یہ تھی کہ اسلام کی سچائی مجھے اسی لڑکی نے بتائی تھی ورنہ اس سے پہلے میں نے اسلام

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو اسلام سے عداوت رکھنے والوں کی نظر سے دیکھا تھا۔بے شک میں نے رسول کریم صلی علیہ وسلم کی عظمت کو پہچان لیا تھالیکن فی الحال میں اس درجہ میں نہ تھاکہ ان کے گستاخ کو قتل کر ڈالتا لیکن قتل تو میں نے کیاہی نہ تھا پھر الزام کیوں لیا؟'' وہ رک کر اسے دیکھنے لگا جو حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔''کیا تم یقین کرو گی کہ میں اس وقت تم سے پیار نہیں کرتا تھا؟'' وہ چونک گئی۔یہ کیسا اعتراف تھا...؟ وہ کون سا یقین دلانا چاہتا تھا۔

''اس وقت میں صرف اسلام سے متاثر تھا۔اس وقت میں اپنی محسن کو بچانا چاہتا تھا۔میری محسن جس نے مجھے اسلام کی صحیح پہچان دے کرمیری دنیاو دین سنواراتھا۔مجھے اس نے آخرت کے لیے بچایاتھا اورمیں اسے دنیا میں بچانا چاہتا تھا اور مجھے خوشی ہے کہ میں نے اسے بچا لیاکیونکہ وہ مسلم ہونے کی بناء پر ہار جاتی اورمیں یہودی ہونے کے باعث بچ گیا...'' وہ بولتے بولتے چونک کررکا تھا۔اس کی نظر اس کے ہاتھ کی تیسری انگلی پر ساکت ہوگئی۔

''آپ کو پتا ہے میں نے آپ کے لیے بہت دعائیں کی تھیں، مجھے یقین تھا کہ آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔''

''تم حرمین طیبین گئی تھیں؟'' اس نے انگلی پر نظر ہٹائے بغیر پوچھا تھا۔

''میں وہاں کیسے جاتی؟'' وہ بڑبڑائی تھی۔

''یہ انگوٹھی...؟'' وہ کچھ پوچھنا چاہتا تھا شاید۔

''یہ میری منگنی کی انگوٹھی ہے۔'' اس نے اس کی طرف دیکھا۔اس کے چہرے پر ایسی ویرانی سی پھیلی کہ اسے پہلی بار احساس ہواکہ یہ ایک منگنی کی انگوٹھی نہیں بلکہ پھانسی کاپھندا ہو۔پہلے وہ ہر احساس سے عاری تھی، اب اس سے مل کر ہر احساس زندہ ہونے لگا تھا۔

''میں کبھی خوش نہیں رہ سکتی۔''چند لمحے پہلے اسے یہی محسوس ہواتھا۔''میں اس شخص کے بغیر خوش نہیں ہو سکتی۔'' اب صحیح ادراک ہوا تھا۔

''ٹھیک ہے میں چلتاہوں۔'' وہ کھڑا ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کہاں؟" وہ اسے چھوڑ کر جارہا تھا۔وہ تڑپ گئی۔

"گھر یہی ہے نا تمہارا! صبح میں بینک سروس کے ذریعے تمہاری رقم بھیج دوں گا۔اس گھر کی قیمت۔ماما پاپا اب وہیں رہتے ہیں اور مجھے مسلمان ہونے کے جرم میں انہوں نے اپنی محبت و شفقت سے عاق کر دیا ہے۔" وہ افسردگی سے مسکرا کر اسے اطلاع دے رہا تھا۔"جب تم تمام امت مسلمہ کے لیے دعا کرو تو یہ ضرور کہنا کہ احمد کے ماما پاپا بھی اسلام قبول کرلیں۔مجھے ان لوگوں سے بہت محبت ہے۔میں پوری کوشش کروں گا کہ وہ لوگ اسلام قبول کرلیں لیکن تم دعا ضرور کرنا۔جس طرح تمہاری دعائوں سے میں بچ گیا ہوں، مجھے یقین ہے آخرت میں وہ لوگ بھی بچ جائیں گے۔" وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔"چلتا ہوں۔" اس نے پھر کہا۔

"آئیں، طلحہ سے مل لیں۔وہ کھڑی ہوئی، وہ تاحیات اس شخص کے ساتھ نہیں چل سکتی تھی، اپنی اس خواہش کو وہ چند قدم چل کر پورا کرلینا چاہتی تھی۔

"جو لوگ میری چیز لے لیں۔ان سے ملنا مجھے اچھا نہیں لگتا۔" وہ پلٹ گیا تھا اور وہ سن رہ گئی۔وہ اگر محبت کرتا تھا تو کچھ کہہ کیوں نہیں رہا تھا۔اسے یوں چھوڑ کر کیوں جارہا تھا۔

"اوہ طلحہ تم..." اس کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔طلحہ کے ساتھ ماما بھی کھڑی تھیں اور پتا نہیں وہ دونوں کب سے وہاں تھے۔ماما اور طلحہ کی حیرت کہہ رہی تھی کہ وہ بہت کچھ سن چکے ہیں۔

"طلحہ! آئی ایم سوری، اس وقت تمہاری پارٹی میں شرکت نہیں کرسکتا۔کل تک زندگی رہی تو ضرور آئوں گا۔" وہ آگے بڑھ گیا تھا۔طلحہ نے اسے نہیں روکا۔

"کرن! تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا یہ سب؟" ماما پریشان سی اس کے نزدیک آئیں۔

"ماما! اس نے مجھے قسم دی تھی کہ میں اب یہ اپنی زبان پر نہ لائوں کہ میں نے اسٹارک کو..." وہ ان کے کندھے سے لگ کر سسک گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں اس کی بات نہیں کر رہی ہوں، تم احمد کو پسند کرتی ہو۔ تمہیں مجھے یہ بتانا چاہیے تھا۔"

"ہیں آپ کو کیسے بتاتی ماما! مجھے تو خود ابھی تک پتا نہیں چل سکا کہ میں اس سے کب محبت کرنے لگی ہوں اور شاید محبت کرتی بھی ہوں یا نہیں۔ بس اسے سو چاہت ہے اور اس کی عجیب منطق ہے کہ جسے آپ ناپسند نہ کرتے ہوں اسے سوچیں تو آپ اسی سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ میں نہیں مانتی اس بات کو ماما!"

"سنو کرن! اسے روکو۔ اس سے کہنا طلحٰہ نے اسے یہ انگوٹھی گفٹ کردی ہے۔" طلحٰہ اس کے قریب آیا تھا۔ ماما کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"اور انگوٹھی والی..." وہ چونکی۔

"وہ اپنی مرضی کی مالک ہے۔" طلحٰہ کے لبوں پر افسردہ سی مسکراہٹ آگئی۔

اس نے ماما کو دیکھا۔

"جلدی جاؤ۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گیا ہے۔" ماما مسکرائیں تو وہ یک دم بھاگی تھی۔

"طلحٰہ! میری دعا ہے خدا تمہیں بہت نیک اور پیاری بیوی دے۔"

"شکریہ چچی!" وہ مسکرایا تھا۔

"میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ میں اپنی بیٹی کو خوش دیکھنا چاہتی تھی۔ مجھے لگتا تھا تم اسے خوش رکھ سکتے ہو اور واقعی تم نے اسے خوش کردیا۔ وہ پہلے ہی اسے روک لیتی مگر میری پیاری بیٹی نے ہماری خوشی کے لیے اپنی خوشی کو قربان کرنا چاہا تھا۔"

"اب یہاں کھڑی مشکور ہوتی رہیں گی یا اندر چل کر سب کو بتانا بھی ہے؟" وہ اس بار کھل کر مسکرایا تھا۔ وہ اس کے ساتھ اس کے گھر کی طرف آگئیں۔

کرن جب چینج کرکے واپس نہ آئی تو وہ وہاں سے چلی آئی تھیں پھر اسے بینچ پر بیٹھے دیکھ کر چونکیں۔ اگلے پل طلحٰہ بھی ان کے پاس آگیا۔ وہ دونوں خاموشی سے کھڑے ان دونوں کو سنتے رہے تھے۔

"احمد! آپ نے کہا تھا نا کہ میں آپ کے ماں باپ کے لیے دعا کروں۔" وہ جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنی دونوں کنپٹیاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دبا رہا تھا، چونک کر اسے دیکھنے لگا جو اطمینان کے ساتھ اگلا دروازہ کھول کر بیٹھ چکی تھی۔ ”مجھے آپ کو بتانا ہے کہ میں نہ صرف ان کے لیے دعا کروں گی بلکہ ساتھ ہی کوشش بھی کروں گی اور ہاں آپ کی وہ منطق کہ ”جسے ہم ناپسند نہ کرتے ہوں۔انہیں سوچیں تو ان سے محبت کرنے لگتے ہیں۔“ میں اس بات کو نہیں مانتی لیکن شکار ہو چکی ہوں، میں نے ان تین ماہ میں آپ کو اتنا سوچا، اتنا سوچا کہ...“ وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔اس کی تمام باتوں کے پس منظر کو اس کا دماغ قبول کر رہا تھا اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھرتی جا رہی تھی۔چند لمحوں قبل ہونے والا درد اچانک ختم ہوا تھا۔”طلحہ نے یہ انگوٹھی آپ کو گفٹ کی ہے۔“ اس نے اپنی انگلی سے وہ انگوٹھی اتار دی۔

”اور انگوٹھی والی...؟“ وہ چونکا۔

”وہ اپنی مرضی کی مالک ہے۔“ اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

”اور اس کی مرضی کیا ہے؟“ وہ بے قرار لہجے میں بولا تھا۔

”آپ کے ساتھ حرمین طیبین جانے کی۔“ وہ برجستہ بولی تھی۔وہ کھلکھلا کر ہنسا۔اسی پل اس کا موبائل فون بجا تھا۔

”ماما کا فون ہے۔“ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا تھا۔وہ بھی چونک گئی تھی۔اس نے اسپیکر کا بٹن دبا دیا۔

”جی ماما! آپ ٹھیک ہیں؟“ وہ گھبرا گیا۔

”اپنے پیارے سے بیٹے کے بغیر اس کی ماما کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے؟“ ماما کے بجائے پاپا کی گمبھیر آواز ابھری تھی۔

”پاپا! کیا ہوا ماما کو؟“ وہ پریشان ہو گیا۔

”بیمار ہیں اور تمہیں یاد کر رہی ہیں، لو بات کرو۔“ پاپا نے انہیں فون دے دیا تھا۔ماما کی آواز سے ہی ان کی بیماری کا اندازہ ہو سکتا تھا۔

”کہاں ہو؟“ انہوں نے پوچھا۔

”جہاں بھی ہوں، وہاں آپ کے بغیر بہت اداس ہوں۔“

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو یہاں آجاؤ۔" وہ بھی اداس تھیں۔

"جہاں آپ ہیں وہاں میں آ نہیں سکتا۔"

"تو مجھے وہاں لے جاؤ احمد! تمہارے بغیر جی نہیں سکتی میں۔"

"ماما!" وہ حیران ہوا۔

"میں اور تمہارے پاپا مسلم ہو گئے ہیں۔"

"میرے لیے...؟" وہ چونکا۔

"نہیں اللہ اور اس کے رسول صلی علیہ وسلم کے لیے۔"

"جی کیا کہا...؟" اس کی آواز چیخ سے مشابہ تھی۔

"جس گھر میں ہم رہتے ہیں یہ ایک مسلم کا گھر تھا۔ایک کمرے کی صفائی کرتے ہوئے مجھے ایک ڈائری ملی، وہ اس لڑکی کی ڈائری تھی جو مسلم مبلغ تھی۔کرن حیدر نام ہے اس کا۔سبیکا بتا رہی تھی کہ تم اسے جانتے ہو..."

"اس ڈائری میں ایسا کیا تھاماما!" اس نے بے چینی سے ان کی بات کاٹ دی۔

بہت کچھ تھا۔حضور صلی علیہ وسلم سے محبت سے بھری پڑی تھی لیکن ایک تحریر جو میرے ایمان لانے کا سبب بنی تھی۔لکھا تھا۔"قرآن معجزوں کا معجزہ ہے۔خوش نصیب ہے وہ جو ایک آیت پڑھ کر ایمان لے آتا تھا۔جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ایک معجزے پر ستر ہزارلوگ اسی پل ایمان لے آئے اور سجدے میں گر گئے اور حضرت نوح علیہ السّلام کی نو سو سالہ تعلیم کے باوجود صرف چالیس لوگ ہی مسلمان ہوئے۔باقی سب غرق ہوگئے۔بالکل اسی طرح جو قرآن کی آیتوں پر ایمان نہ لائے وہ بھی غرق ہوجائے گا۔" اس تحریر کوپڑھنے کے بعد میں نے قرآن کوپڑھا۔میں جاننا چاہتی تھی وہ کیا ہے جس پر ایمان نہ لا کر سب غرق ہو جائیں گے اور اس کی پہلی آیت نے مجھے اسلام سے متاثر کردیا۔اس قرآن عظیم کے لانے والے صلی علیہ وسلم اور بھیجنے والے کا گرویدہ کردیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اور راہ دیتی ہے پرہیز گاروں کو۔"

"اس نے مجھے اور تمہارے پاپا کو بھی راہ دے دی ہے۔اب تم ہمارے پاس آ جائو یا ہمیں وہاں بلا لو، بلکہ سنو ہم لوگ اگلے ہفتے پاکستان جارہے ہیں۔سبیکا نے بتایا ہے کہ کرن پاکستان شفٹ ہوگئی ہے۔ہم اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جس نے انجانے میں ہم پر اتنا بڑا احسان کر دیا ہے۔اب بتائو تم کہاں ہو اور کب تک گھر آ رہے ہو؟"

"میں پاکستان میں ہوں۔اس وقت اپنی کار میں بیٹھا ہوں اور فرنٹ سیٹ پر کرن حیدر موجود ہے۔میری دی ہوئی منگنی کی انگوٹھی ہاتھ میں لیے بیٹھی سوچ رہی ہے کہ اسے پہنے یا نہ پہنے۔اب ایسا کرتا ہوں انگوٹھی واپس لے لیتا ہوں، اگلے ہفتے آپ آ کر خود اپنی بہو کو پہنا دیجیے گا۔"

"جی، کیا کہا؟" اگلے پل ماما کے ساتھ ساتھ کرن بھی چیخ اٹھی تھی۔

"اوہو اگر آپ دونوں یوں مل کر چیخ پکار کریں گی تو میں اور پاپا پاگل ہو جائیں گے۔" اس نے شرارت سے کہا تھا۔کرن نے اسے گھور کے دیکھا تھا۔

"تم سچ کہہ رہے ہو۔کرن تمہارے ساتھ ہے؟" دوسری طرف ماما نے پوچھا تھا۔

"جی ماما! لیں آپ بات کریں۔" اس نے موبائل فون کرن کو پکڑا دیا تھا۔

"السلام علیکم آنٹی!"

"وعلیکم السلام، جان یہ آنٹی وغیرہ مت کہو۔میں نے بھی اپنی ساس کو کبھی آنٹی نہیں کہا تھا۔اب میری بہو کیسے کہہ سکتی ہے؟ سیدھے سیدھے ماما کہو۔" وہ تو بیٹے سے بھی دو ہاتھ آگے ثابت ہوئیں۔احمد کے نظروں میں شریر سی چمک ابھری۔وہ جھینپ گئی۔

"ہم اگلے ہفتے آ رہے ہیں۔اپنے ماما پاپا سے کہنا انکار کر کے ہمارا دل نہ توڑیں۔" ان کی بات پر وہ مسکرا دی پھرانہوں نے اسے بہت سی دعائیں دے کر فون بند کر دیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”واہ بھئی کیاخوش قسمت خاتون ہیں آپ!“ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

”آپ نے ماما پاپا کے لیے کوشش کرنی چاہی تھیں لیکن بناء آپ کی کوشش کے صرف آپ کی ڈائری پڑھ کر وہ دونوں ایمان لے آئے۔کوئی لمبا سفر نہیں کرنا پڑا، کچھ گالیاں کوسنے کو نہ ملے اور یہ لمبی مسافت آپ نے پل بھر میں طے کرلی۔“ اس کی بات پر وہ بے اختیار مسکرا دی تبھی دوبارہ اس کا موبائل فون بجاتھا۔وہ چونک کر نمبر دیکھنے لگا۔کوئی نیانمبر سکرین پر نمایاں ہورہا تھا۔

”یس!“

”احمد! میں تیمور بول رہاہوں۔“

”اوہ ہاں تیمور! کیاہوا...؟ خیرت تو ہے نا!“

”تو نے جو درخواست بھیجی تھی نا اپنی سعودی عربیہ کی کمپنی میں...؟“

”ہاں!“

”تجھے وہاں منتخب کرلیاگیاہے۔فی الحال تجھے دبئی ہیںنہیں حجاز میں بھیجاجارہاہے وہاں کوئی ذیلی آفس ہے۔پھر تو کوشش کرکے دبئی شفٹ ہو جانا۔مجھے یقین ہے تجھے جلدہی بڑی پوسٹ مل جائے گی۔“ وہ اور کیا کیا کہہ رہا تھا انہیں سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔وہ دونوں تحیر سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

”بنا کسی ریاضت کے...!“ دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا تھا۔دونوں کے چہروں پر خوشی کے رنگ تھے توآنکھوں میں اس عظیم و مقدس سرزمین پر چند مہینے رکنے کے لیے آنسو بھی آگئے۔اس لمحے دونوں کو اپنی خوش قسمتی پر رشک آرہا تھاکہ بناء کسی ریاضت کے انہیں وہاں تک بلا لیا گیا تھاجہاں جا کر رہنے والے کی خوش قسمتی پر کوئی شک ہوہی نہ سکتا تھا۔

☆☆☆

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ختم شد